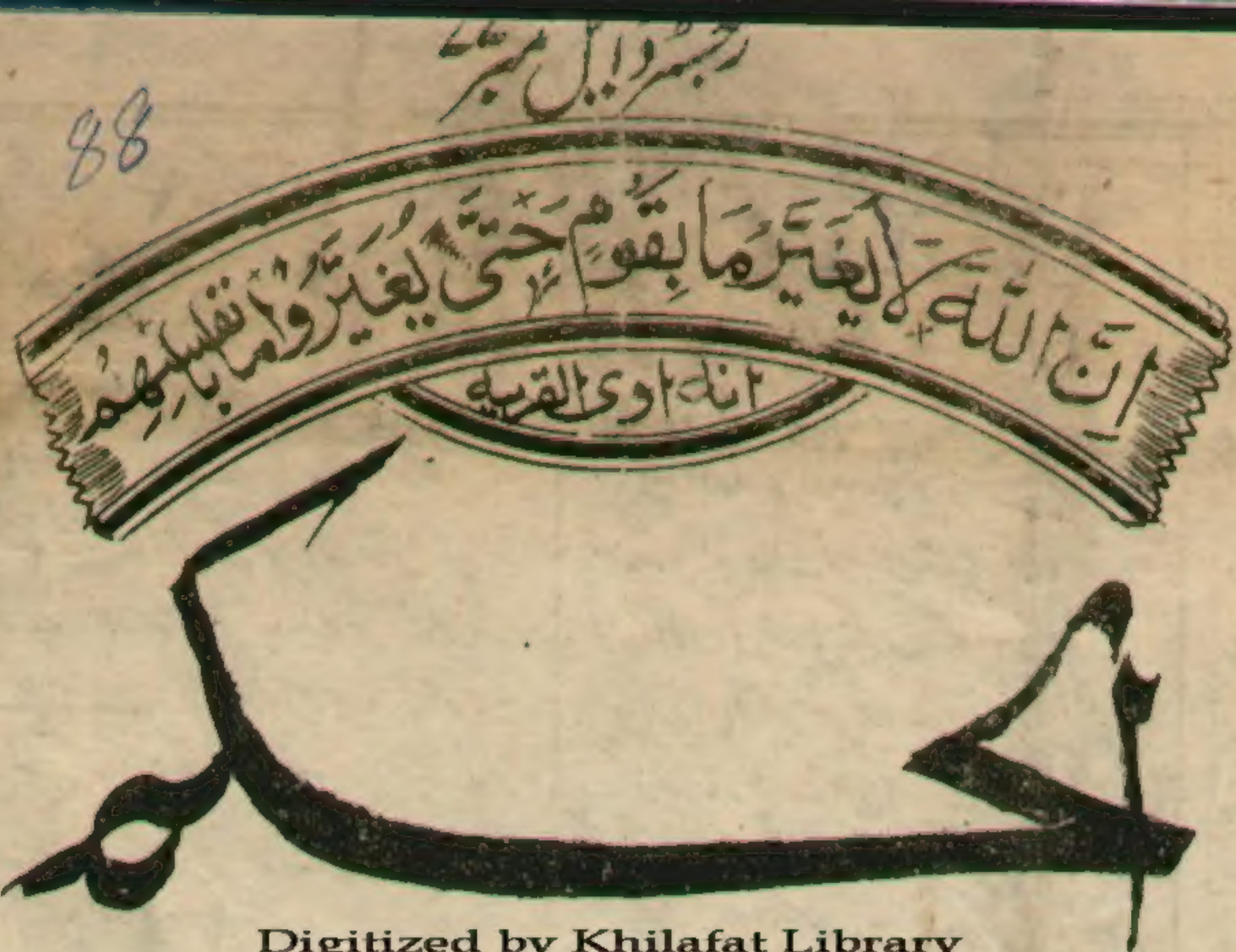


- دارالامان کا ہفتہ راسخسار اور ان کے جواب ص ۱
 تازہ البہات، روایا اور کثوف ص ۲
 حضرت مسیح موعود و انوار ص ۲
 تفسیر القرآن ص ۳
 شریک ص ۵
 ڈاکٹر غفور درخان ص ۵
 سیرۃ المہدی کا ایک ورق ص ۷
 لاہور میں میرے دو تین دن ص ۹
 البلاغ ص ۹
 اصحاب رسول اللہ ص ۱۰
 عجیب و غریب خطوط ص ۱۰
 قہری نشان زلزلہ پر اخبار کیا کہتے ہیں ص ۱۱
 نشان زلزلہ کے خطوط ص ۱۲
 حضرت اقدس کے شب و روز ص ۱۳
 رسید زامنی در تفسیر اسلام تالیف ص ۱۳
 اشتہار ص ۱۳
 اشتہارات ص ۱۳



Digitized by Khilafat Library

چہ لویم باؤگر آلی چہادر قادیان مینی دوا مینی شفا مینی غرض دارالامان مینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب جہی

قیمت پیشگی سالانہ (۱) عوام سے ص ۱۲۰ خاص و معادن سے ع ۱۰
 ہندوستان سے باہر سے (۳) غیر مذہب والوں سے سے -
 (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ج



بیشک کہ میرے ہرگز بجا جاتا ہے خصوصاً در بارشای
 میں سجدہ جو دیت اور ذلت کا مقام ہے اس طرح
 پر کلام الہی نہیں پڑھنا چاہیے اس سے عورت
 رنگ میں دعا ہو۔ اپنی زبان میں بیشک مائیں کرو
 ۲۔ اللہ تعالیٰ کے حدود کو قائم رکھنا بڑا ضروری ہے
 ہر ایک نیک کام اس وقت نیک کام ہو سکتا ہے جبکہ
 وہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے عمل و راہ کے موافق ہو۔ روزہ بغیر سحری کے رکھنا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام لوگوں کیلئے پسند
 نہیں فرمایا دین سیر سے بگوید اللہ بکم اللیس
 خصوصیت کے ساتھ روزہ ہی کے ذکر میں آیا ہے۔
 ۳۔ روزہ نماز میں آنکھیں بند کرنا مکروہ ہے آنحضرت صلی
 علیہ وسلم کھلی رکھتے تھے مومن کو چست ہونا چاہیے۔
 مومن دھبلاؤ والا نہیں ہونا چاہیے منع کیا ہے۔

نمبر ۵ دارالامان قادیان پورہ ۳۔ اپریل ۱۹۰۵ء مطابق ۲۲ صفر ۱۳۲۵ھ جلد ۹

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجتہ اللہ علیہ سید موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
 ایک اہلیت اور بزرگان ملت کے سب
 باغ میں ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے
 تندرست اور اعلائے کلمۃ الاسلام میں مصروف
 اللہم الفصح من نصرہ من محمد صلی
 علیہ وسلم واجعلنا منہم آمین
 ۲۔ عالی جناب نواب محمد علی خان صاحب رئیس
 مال کوٹہ جو کئی ماہ سے اپنے بعض ذاتی کاروبار
 کے لئے لاہور تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ ۲۷
 اپریل کی شب کو خیر و عافیت سے دارالامان
 واپس پہنچے اور باغ کے مغربی جانب ایک
 دوسرے باغ میں تعمیر میں۔
 ۳۔ میان عالم علی کنسٹبل شعبہ قادیان اس وقت
 نہایت مستعدی سے حفاظت قصہ رکھا
 کیونکہ اکثر عصبہ بیکلا ہوا ہے اور وہ بھی مختلف
 حصوں میں ساری رات اسے ادھر ادھر
 بھاگتا پڑتا ہے غرض ہر طرح سے تسلی بخش
 انتظام ہو رہا ہے اور ایسے وقت میں یہ نہایت
 قابل قدر ہے۔

استفسار اور ان کے جواب

سوالات
 (۱) سجدہ اور رکوع میں قرآنی دامن مانگنا یا سورۃ فاتحہ
 پڑھنا درست ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو وجہ بھی جناب
 امید ہے تحریر فرمائیں گے۔
 (۲) روزہ بغیر سحری رکھنا یعنی آٹھ پیری روزہ
 رکھنا برائے تزکیہ نفس درست ہے؟
 سوم نماز میں آنکھیں بند کرنا مکروہ ہے اور نماز میں
 چادر جو اوڑھی ہوئی ہو اسکا ٹٹکنا اور زمین پر پڑنا
 بھی کیا مکروہ ہے؟
 فاما الجواب
 ۱۔ سجدہ اور رکوع میں قرآنی دامن مانگنا یا سورۃ فاتحہ
 پڑھنا ہرگز جائز نہیں ہے تیرہ صدیوں سے اسلام
 کا تقاضا یہاں تک کہ رکوع۔ سجود میں قرآن کریم نہیں
 پڑھا جاتا ہے اب اسکی کیا ضرورت پیش آئی۔
 بڑھ و درج کو شرف و صدق و صفاء
 ولکن میفرمائیے بر مصطفیٰ
 سجدہ اور رکوع میں قرآن کیوں نہیں پڑھا جاتا ہے؟
 ایک بیک سید شخص شاید اسکو نہ سمجھ سکے
 تاہم غور و فکر کیا جائے کہ قرآن کریم ملک
 اور حق و قیوم خدا کا کلام ہے شاہی کلام اور قرآن

تازہ البہات روایا اور کثوف

۲۸۔ اپریل ۱۹۰۵ء۔ روایا میں دیکھا کہ ایک سفید لیر ہے
 اس پر کسی نے ایک انگشتی رکھ دی ہے
 اس کے بعد البہات ذیل ہو گئے۔ فتح نمایان
 ہماری فتح۔ صدقت الدردیا آئی مع
 الافواج انیٹ بغتہ۔

ہزاروں لاکھ صاحب کے دفتر سے سند جزیل
 اطلاعیں وصول ہوئی ہیں۔
 (۱) تا صدور و زید احکام ضلع کانگرہ کا صدر مقام نور پور
 تحصیل نور پور ضلع کانگرہ کو تبدیل کیا گیا۔ (۲) دلیپ پور

اصحار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تعلیمات نبوت نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نفوس کو ایسا پاک و صاف کر دیا تھا کہ ان کے دنیاوی تعلقات بھی پسند و نفیحت سے خالی نہ ہوتے تھے۔ چنانچہ مسلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ابو درد اور رضی اللہ عنہ کو ایک خط بھیجا تھا جس کا مضمون حسب ذیل تھا۔

بہرحمد و نعمت کے معلوم ہو۔ تمہارا جو مقصد ہے وہ اس وقت تک ہرگز نہ حاصل ہوگا جب تک تم ان چیزوں کو نہ چھوڑ دو جن کی طرف نفس راغب ہو۔ اور جن چیزوں کی تمہیں آرزو ہو وہ اس وقت تک ہرگز نہ ملے گی جب تک نالوار چیزوں پر صبر نہ کرو۔ لہذا اچانک سے کہ تم لب بلبا تو ذکر الہی کیلئے ہو۔ خاموش ہو تو امور غیر میں غفلت کرتے ہو اور کسی چیز کو دیکھو تو نگاہ عبرت سے۔ خوب جان لو کہ دنیا بچنے کھاتی رہتی ہے۔ اسکی یہ رونق بدل کے کچھ اور ہو جائے گی اسلئے اس دنیا پر غور نہ کرنا۔ اور مسجد تبارا گھر ہو۔ والسلام

اس کے جواب میں ابو درد رضی اللہ عنہ نے یہ تحریر فرمایا کہ سلام علیک۔ اس کے بعد میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ جل شانہ سے ڈرتے رہنا۔ اور باری کے خیال سے صحت کو۔ بڑھاپے کے خیال سے جوانی کو۔ عذیم الفرستی کے خیال سے فرصت کو۔ موت کے خیال سے زندگی کو۔ اور ظلم کے خیال سے دوستی کو غنیمت سمجھنا اور اسکی زندگی طیفانی کو یاد رکھو جو دو مقاموں میں سے ایک میں ضرور ہوگی۔ یا لوجبت میں اور یا دوزخ میں۔ تم نہیں جانتے کہ الی مقاموں میں سے کہاں جاؤ گے؟

اسی طرح ابو موسیٰ شعیبی رضی اللہ عنہ نے عامر بن عبد القیس کو لکھا تھا: بعد سلام معلوم ہو کہ میں نے تم سے ایک بات کا معاہدہ کیا تھا مگر مجھے خبر ہوئی ہے کہ تم نے اس کے خلاف کیا۔ لہذا اگر تم اپنے عہد پر قائم ہو تو خدا سے ڈرتے رہو۔ اور اس پر قائم رہو۔ اور اگر یہ خبر مجھے ہوئی صحیح ہے تو بھی خدا سے ڈرو اور مجھ اپنے عہد کے پابند رہو۔

جان اللہ! کیا صفائی تھی! اور کیا

پاک باطنی تھی! بے شک یہی فرض ہر بھائی کا بھائی کے ساتھ اور ہر مسلمان کا مسلمان کے ساتھ ہے مگر اس کو کتنے نباہتے ہیں؟

مگر اس کا کیا علاج کرے؟
اور جو لشیقن گم است کار ہری کسند

عجیب و غریب خطوط

اپنی نگلشن ہو کے نام ایک احمدی خاتون کا خط اور اس کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
۱۹ اپریل ۱۹۹۷ء
اور جو کشف اورین عزیز یہ ایس سلہا! جی رہو، خدا تم کو سلامت رکھے! بیان آتا کہ آج کل حسنہ سلہا کو پردہ میں رہنے کی بڑی فکر ہے اور اسی وجہ سے رنج بھی میں۔

پیاری ایس! اس میں کوئی شک نہیں کہ ابھی پیاری حسنہ کو پردہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ کسی ایسے پردہ کی ضرورت ہے جیسا کہ ہندوستان میں رائج ہے۔ مگر مان، ابھی سے اگر حسنہ کو پردہ کی عادت نہ ڈالی جائیگی تو میرا یہ بہت مشکل ہو جائیگا، اور اس سے پیاری کو بھی ناگوار معلوم ہوگا۔

پیاری ایس! اسلام عورتوں کو باہر نکلنے سے منع نہیں کرتا، اور خود تاخیر مردوں سے بھی بات چیت کرنے سے نہیں روکتا۔ عورتیں باہر جاسکتی ہیں مگر اس طرح کہ سوا تجلیوں اور انگلیوں، ناک اور منہ کے کوئی زینت کا مقام کھلا نہ رہے۔ یعنی باہر جلتے وقت ایک ایسا لباس زیب تن ہو کہ جو کل بناؤ و شکلا خوبصورتی کے لباس اور چیزوں کو بال سے لیکر پاؤں تک ڈھانکے، تاکہ خواہ مخواہ مردوں کے دل اسکی طرف متعلق نہ ہو یا یاکرین۔ مان، انگلی، ناک، اور منہ کھلا نہ رہے تو وہ آرام سے نکل نہیں سکتی، اسلئے ان کے کھلے رکھنے کی اجازت ہے۔ اور غیر مردوں سے بلا ضرورت نہ ملے جو لو کی مجلس الگ ہو اور مردوں کی الگ۔ مان خود تاخیر لے کر کوشش بھی نہیں کرنا، مگر اس طرح جس طرح کہ باہر نکلنے کا حکم ہے۔ پس یہی اسلامی پردہ ہے۔ اگر اس کا انتظام تم حسنہ کے ساتھ رکھو تو ہم لوگوں کو بڑی خوشی ہوگی۔

پیاری ایس! تم ہی انصاف کرو کہ عورتوں اور مردوں کی آزادانہ میل جول سے کہاں تک غرابی کا احتمال ہے؟ کیا رسم ہے کہ عورتیں

بن سوار کر اپنی خوبصورتی کو دودھال کر کے غیر مردوں سے اپنی خوبصورتی کی تعریف سننے کیلئے مردوں کی مجلسوں میں شریک ہوتی ہیں؟ کیا ہمارا اپنا شوہر باری خوبصورتی اور ہمارے لباسوں کی تعریف کرنے کیلئے کافی نہیں جو ہم دوسروں کی قابل نفیث تعریف سننے کیلئے جاتیں۔ اگر کسی مجلس میں جانے سے حقیقتاً فائدہ ہے تو جاؤ، اسلام منع نہیں کرتا، مگر اس طرح جاؤ کہ کوئی زینت کا مقام کھلا نہ رہے، اور عورتیں ایک طرف بیٹھیں اور مرد ایک طرف ہو کر سے ایک ایسا سادہ لباس ہو کہ جو خوبصورتیوں، کشش انگیز لباسوں اور بناؤ و شکلا کو چھپائے۔ اس میں کسی کا نقصان ہی کیا ہے؟ مان، ان کا نقصان خود ہے جو اپنی خوبصورتی اور اپنے لباس کے بھینک کو نہ معلوم کس خیال سے اپنے پیارے خاوندوں کے سوا غیر مردوں سے سنا چاہتی ہیں۔

ایس پیاری! خدا کیلئے ایسے خاتون سے پیاری حسنہ کو بچاؤ! اور بچاؤ کی کوئی تدبیر نہیں سوا اس کے کہ غیر مردوں، نالائقوں کو لڑکوں سے غلامانہ ہونے دو، اور اگر کہیں جائے بھی تو اس طرح کہ کوئی خوبصورتی کی چیز ظاہر نہ ہو، ایک سادہ لباس سے سب کچھ چھپا رہے۔ ان لشیقن کو مانو اور جواب جلد دو۔ فقط۔

عاجزہ تمہاری آمان

جواب

مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۹۷ء۔ اڈیشہ بھگپور
آما جان! آپ کا خط آیا ہمارے انگوٹھوں سے لگا یا۔ میں نے آپ کے خط کو بہت غور سے پڑھا پڑھا کر سنا، احساس نتیجہ یہ ہوئی کہ آپ لکھنا محض میسر ہے۔ ایک حد تک ہم لوگوں میں کمزوری ضرور ہے، اور میں آپ کی نصیحتوں پر عمل کر کے حسنہ کے ساتھ ان باتوں کا بہت اچھی طرح خیال رکھوں گی۔ آپ تردید فرمائیں۔ اور بیان ہر طرح خیریت ہے فقط۔ عاجزہ! ابھی پیاری ایس۔

نشانی زلزلہ پر کیا کہتے ہیں

بربادی زلزلہ کی سول اینڈ ملٹری گزٹ لکھتا ہے: بربادی زلزلہ کے مزید حالات آٹاف نفوس کے سابقہ تخمینہ میں کمی قدر کی تخفیف کرتے ہوئے معلوم نہیں ہوتے بلکہ برآمدگی کی ہولناک تعداد زیادہ رہا تو اس کرتے ہیں البتہ ساتویں گور کھالیشن کے نقصانات کے

اندازہ کو کم کرتے ہیں۔ اگرچہ لاہور میں براہ راست سمجھا اور معتبر اطلاع نہیں سنی ہے۔ مگر ساتویں گور کی جاکر کمینوں کے نقصان کا پہلا تخمینہ سرسری طور پر کیا گیا تھا۔ مگر شدت سے جوتا رہا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے سپاہی مر گئے۔ ۱۰ گم میں اور ۱۱ زخمی ہوئی۔ کشمیر کی بابت معتبر ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں عوامانہ زلزلہ نقصان ہو رہا ہے۔ اس کے متعلق ایک صاحب کے چشمہ دیدہ حالات لاہور میں معلوم ہوئے ہیں اور کچھ خطوط بھی سرنگر سے مل گئے ہیں مگر اور تفصیلات کی خبریں کم تسلی بخش ہیں۔ پالم پور برباد ہو گیا ہے۔ اور صرف کھنڈرات کا تو سیر کی ڈھیر کھائی دیتا ہے۔ ضلع کا سلسلہ تار اور ڈاک ٹوٹ گیا اور تار اور ڈاک کی آمد و رفت بند ہو گئی۔ دہرم سالہ سے اور فرسٹ آئی ہے جو یورپ میں مردوں کی بے حسس کپ لینڈ گوبال پور کے باغات چار کی مالکہ مسٹر کسین صاحبہ کے باغات چار کے مالک مسس اے۔ ایچ جاکر جو دھرم مسس نیوٹن کی مشیر تھیں۔ اور مسٹر سیل کے ایک بچے کے مر جانے کی خبر ہے مشیر سیل سیٹ کی کان کے قتلہ میں یہ کیفیت پور نہیں کی ہے۔ مگر دیکھو یوں کی بربادی، معاملہ تحریر ہے ابھر ہے۔ امدادی پارٹیاں اپنا کام تیزی کے ساتھ کر رہی ہیں اور وہ بے ہوش مردوں کو نکال رہی ہیں۔ انبالہ اور میانپور سے پانچویں فور کے دتے اور ان کی کمک کے دتے پہنچ رہے ہیں دہرم سالہ سے سلسلہ تار برقی قائم کر دیا ہے اور کچھ اتار کر لائبریری کے حفظان صحت دہرم سالہ کو روانہ ہوئے تھے۔ ایک نامہ نگار دہرم سالہ کے بازاروں کی خوفناک حالت کی کیفیت لکھا ہے جو زلزلے کے دوسروں نظر آ رہی تھی۔ بچے کچھے آدمی سردی سے کانٹتے ہوئے برباد مکانوں کے کھنڈرات میں جمع ہو کر آگ تاپ رہے تھے جو مکانوں کی چھتوں کی لکڑیاں جھکا سردی سے محفوظ ہونے کی کوشش کر رہے تھے اور فاصلے پر مردے جل چکے تھے۔ اور زندہ آدمی خالی تھے کہ زمین انیا مونہہ ہو کر ہم کو ٹپ نہ کرے۔ شملہ کی تار خردوں سے واضح ہوتا ہے کہ وائس راج لکھنؤ کو بہت زیادہ صدمہ پہنچا ہے حالانکہ جیسے اس قدر نقصان کا اندازہ نہ کیا تھا تھا۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ شملہ کا کاروبار کوئی صدمہ نہیں پہنچا۔ اور شملہ کا لکھنؤ کی سیلی چوادیوں میں زلزلہ بہت کم محسوس ہوا اسلئے انہوں نے رپورٹ کرنے کی پروا تک نہیں کی۔ پانچویں لکھنؤ کے کچھ مسس سل سیٹ مینی بال میں دامن کوہ کا ایک حصہ گرنے سے جو نقصان جان انگریزوں کا ہوا تھا اس کے قریب قریب

عبدالله



یہ نسخہ جو کہ سال سے بارہا تیار کیا گیا ہے... (Detailed handwritten text in Urdu script, likely a medical or historical record.)

منہج بالاشہد

یہ کتاب تالیف شدہ ہے... (Vertical handwritten text on the left margin, providing additional context or commentary.)



اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصنف سارسا پر یا یعنی عجیب و غریب چار جو ہر ملکی مصدیات خون و رگوں کی... (Main body of handwritten text in Urdu script, discussing medical or scientific topics.)

کارخانہ احمدی احتیاج عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قائم ہے... (Text describing the perfume or medicine factory, its location, and its products.)

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بر گلف سے جاننے کے واسطے... (Text providing information about the factory's reputation and the authenticity of its products.)

ایک نظر ادھبھی

یہ کارخانہ عطریات کا عرصہ دراز سے جاری... (Text offering a perspective or review of the factory's long-standing operations.)

حضرت مسیح موعود و اخوت پر

۲۰ اپریل ۱۸۹۰ء کو بعد نماز جمعہ علی حضرت
حجۃ اللہ کی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے مندرجہ ذیل تقریر باہم ہمدردی اور
حق اخوت پر فرمائی۔ ایڈیٹر۔

میں صرف اس قدر بیان کرنا ضروری سمجھا ہوں
کہ ہماری اس جماعت کو ایک قسم کا دھوکا لگا ہوا
ہے شاید اچھی طرح میری باتوں پر غور نہیں کی
اور وہ غلطی اور دھوکا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص
ہماری جماعت میں سے طاعون سے فوت
ہو جائے تو اس قدر بے رحمی اور سرد مہری
سے پیش آتے ہیں کہ جنازہ اٹھانے والا بھی
نہیں ملتا۔ درحقیقت جیسا کہ قاضی امیر حسن
نے لکھا ہے یہ مصیبت تو ماتم سے بھی بڑھ کر
ہے۔ یاد رکھو تم میں اس وقت دو اخوتیں
جمع ہو چکی ہیں ایک تو اسلامی اخوت اور
دوسری اس سلسلہ کی اخوت ہے پھر ان دو
اخوتوں کے ہونے ہوئے گریز اور سرد مہری
تو یہ سخت قابل اعتراض امر ہے میں سمجھتا ہوں
کہ اگر ایسے سافر ایسے گہروں میں ہوتے تو وہ
جو خارج از مذہب سمجھے ہیں اور کافر کہے ہیں
انہیں بھی اس قسم کی سرد مہری نہ ہوتی لیکن
یہ سرد مہری کیوں ہوتی ہے؟ وہ باتوں کا لحاظ
نہیں رکھتا جاتا

افراط اور تفريط
کا اگر افراط اور تفريط کو چھوڑ کر اعتدال سے
کام لیا جائے تو ایسی نکات مہیا ہوں
جس کو اصولاً باحق و لو اصولاً بالحق
کا حکم ہے تو ہمارے مردوں سے گریز کیوں کیا
جاوے؟ اگر کسی کے مکان کو آگ لگ جائے
اور وہ بچار فریاد کرے تو جیسے یہ گناہ ہے کہ ظفر
اس خیال سے کہ میں نہ مل جاؤں اس مکان
کو اور اس میں رہنے والوں کو جلنے دے اور
جا کر آگ بجھانے میں مدد نہ دے ویسے ہی
یہ بھی مصیبت ہے کہ ایسی بے احتیاطی سے اس
میں کو دھپے کہ خود جل جاوے ایسے موقع
پر احتیاط مناسب کے ساتھ ضروری ہے کہ
آگ بجھانے میں اسکی مدد کرے۔

پس اسی طریق پر بیان بھی سلوک ہونا چاہیے
اللہ تعالیٰ نے جابجا رحم کی تعلیم دی ہے یہی اخوت
اسلامی کا منشا ہے اللہ تعالیٰ کے صاف
طور پر فرمایا ہے کہ تمام مسلمان مومن اسپین تائی

میں ایسی صورت میں کہ تم میں اسلامی اخوت
کا جو ہوا اور پھر اس سلسلہ میں ہونے کی وجہ
دوسری اخوت بھی ساتھ ہو یہ بڑی غلطی ہوگی
کہ کوئی شخص مصیبت میں گرفتار ہو اور قضا و قدر
سے ماتم پیش آجاوے تو دوسرا تجھیز و تکفین میں
بھی اسکا شریک نہ ہو۔ ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کا یہ منشا
نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ
جنگ میں شہید ہوتے یا مجروح ہو جاتے تو میں
یقیناً نہیں رکھتا کہ صحابہ انہیں چھوڑ کر چلے جاتے ہوں
یا پیٹھ پیٹھ اللہ علیہ وسلم اس بات پر راضی ہو جاتے
کہ وہ ان کو چھوڑ کر چلے جاویں۔

میں سمجھتا ہوں کہ ایسی وار و اتون کے وقت
ہمدردی بھی ہو سکتی ہے اور احتیاط مناسب بھی
عمل میں لائی جاسکتی ہے۔ اول تو کتاب اللہ
یہ مسئلہ ملتا ہی نہیں کہ کوئی مرض لازمی طور پر دوسرے
کو لگ بھی جاتی ہے مان جس قدر تجارت سے
معلوم ہوتا ہے اس کے لئے ہی بعض قرآنی
احتیاط مناسب کا یہ لکھا ہے۔ جہاں ایسا امر
دیا گیا ہو کہ وہ شدت سے پھیلے ہوئے ہوں
کرتے۔ لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ہمدردی
ہی چھوڑ دے۔ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ منشا نہیں
ہے کہ انسان ایک شہت سے اس قدر لگے اختیار
کرے کہ کثرت کی دولت ہو اور پھر اس کے ساتھ ساتھ
جہالت کی ذلت ہو۔ آئندہ دوبارہ دھوکہ ہرگز اس
بات کو نہیں کرنا چاہیے۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے ہمیں
باسم جہالت بنا دیا ہے پھر نفرت اور بے کھون
ہے۔ اگر وہ بھی مر گیا تو اسکی بھی خبر لیگا۔ اور
اس طرح اخوت کے حقوق تلف ہو جائیں گے۔

خدا تعالیٰ نے دی قسیم کے حقوق رکھنے میں حقوق
اور حقوق العبادہ جو شخص حقوق العبادہ کی
پر وائیں کرتا وہ آخر حقوق اللہ کو بھی چھوڑ دیتا ہو
کیونکہ حقوق العبادہ کا لحاظ رکھنا یہ بھی تو امر
ایسی ہے جو حقوق اللہ کے نیچے ہے۔
یہ خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ پر توکل بھی کوئی چیز
ہے۔ بہت سمجھو کہ تم نرمی پر ہیزوں سے بچ سکتے
ہو۔ جب تک خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو اور
انسان اپنے آپ کو کارہ انسان نہ بنائے اس
وقت تک اللہ تعالیٰ اسکی گمراہ نہیں کرنا خواہ
وہ ہزار سال تک بھٹے۔ کیا وہ لوگ جو طاعون
میں مبتلا ہوتے ہیں۔ رہ رہ رہ نہیں کرتے؟ مینے
سنایا ہے کہ لاہور میں خواب صاحب کے قریب ہی
ایک انگریز رہتا تھا وہ مبتلا ہو گیا۔ حالانکہ وہ لوگ
تو بڑے پرہیز کرنے والے ہوتے ہیں۔ نہ پرہیز
کچھ جنہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق
نہ ہو۔ پس آئندہ کیلئے یاد رکھو کہ حقوق اخوت

کو ہرگز نہ چھوڑو۔ ورنہ حقوق اللہ بھی زمین گئے
خدا تعالیٰ ہی ہرگز جانتا ہے کہ یہ طاعون کا سلسلہ
جو مرکز پنجاب ہو گیا ہے کب تک جاری رہے لیکن
مجھے یہ بتایا گیا ہے۔

ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بان
اللہ تعالیٰ کسی حالت قوم میں تبدیلی نہ کرے جب تک
لوگ دلوں کی تبدیلی نہ کریں گے۔ ان باتوں کو
سن کر یوں تو ہر شخص جواب دے کہ طاعون ہوتا
ہے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں استغفار بھی کرتے ہیں
پھر کیوں مصائب اور ابتلا آجاتے ہیں اصل بات
یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی باتوں کو جو سمجھنے والے
سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ کا منشا کچھ اور ہوتا ہوگا
سمجھنا چاہئے اور پھر اپنی عقل اور عمل
کے پائے سے اسے مایا جاتا ہے۔ یہ بھی نہیں
ہر چیز جب اپنے مقررہ وزن سے کم استعمال
کی جاوے تو وہ فائدہ نہیں ہوتا جو اسکی
گیاتے۔ مثلاً ایک دوائی جو تو لکھائی جاتی ہے
اگر تو لکھی جائے ایک بوڑھا استعمال کیجاوے
تو اس سے کیا فائدہ ہوگا اور اگر دوائی کی بجائے
کوئی ایک دانہ کھائے تو کیا وہ سیری کا باعث
ہو سکے گا اور پانی کے پیائے کی بجائے ایک فطرہ
سیراب کر سکے گا؟ ہرگز نہیں۔ یہی حال اعمال کا
ہے جب تک وہ اپنے پیمانہ پر نہ ہوں وہ اور نہیں
جاتے ہیں۔ یہ سنت اللہ کی جسکو ہم بدل نہیں
سکتے پس یہ بالکل خطا ہے کہ اسی ایک امر کو پٹے
باندھ لو کہ طاعون والے سے پرہیز کریں تو طاعون
نہوگا۔ پرہیز کرو جہاں تک مناسب ہے لیکن اس
پرہیز سے باقی اخوت اور ہمدردی نہ اٹھ جاوے
اور اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا
تعلق نہ کر دو۔ یاد رکھو کہ مردہ کی تجھیز و تکفین
میں مدد دینا اور اپنے بہائی کی ہمدردی کرنا صدقاً
خیرات کی طرح ہے یہ بھی ایک قسم کی خیرات ہے
اور یہ حق حق اللہ کا ہے جو فرض ہے جیسے خدا
تعالیٰ نے صوم و صلوٰۃ اپنے لئے فرض کیا ہے
اسی طرح اسکو بھی فرض ٹھہرایا ہے کہ حقوق العبادہ
کی حفاظت ہو پس ہمارا کہیں یہ مطلب نہیں ہے
کہ احتیاط کرتے کرتے نفرت ہی کو چھوڑ دیا جائے ایک
شخص مسلمان ہو اور پھر سلسلہ میں داخل ہو اور اسکو
یوں چھوڑ دیا جائے جیسا کہ کوئی بڑی غلطی ہے جس
زندگی میں اخوت اور ہمدردی ہی ہو وہ کیا زندگی ہے۔
پس ایسے موقع پر یاد رکھو کہ اگر کوئی ایسا واقعہ
ہو جاوے تو ہمدردی کے حقوق فوت نہ ہونے پادین
ان مناسب احتیاط بھی کرو۔ مثلاً ایک شخص طاعون
کا لباس پہنے یا اسکا پس خورہ کھائے تو اندیشہ
ہے کہ وہ مبتلا ہو جاوے لیکن ہمدردی یہ نہیں بتاتی

کہ تم ایسا کرو۔ احتیاط کی حمایت رکھنا اسکی خبر گیری کرو۔
اور پھر جو زیادہ دیکھ کر کہتا ہو وہ غلطی کر کے صاف
کپڑے بدلے۔ جو شخص ہمدردی کو چھوڑتا ہے
وہ دین کو چھوڑتا ہے۔ قرآن شریف فرماتا ہے
من قتل نفساً بغير نفيں او بغير فسلا الا
یعنی جو شخص کسی نفس کو ہلاک کر دیتا ہے وہ گویا
ساری دنیا کو قتل کرتا ہے ایسا ہی میں کہتا ہوں کہ
اگر کسی شخص نے اپنے بہائی کے ساتھ ہمدردی نہیں کی
تو اسکی ساری دنیا کے ساتھ ہمدردی نہیں کی زندگی
سے اس قدر پیار نہ کرو کہ ایمان ہی جاتا رہے حقوق
اخوت کو کبھی نہ چھوڑو۔ وہ لوگ بھی تو کہہ رہے ہیں
جو دین کے لئے شہید ہوئے ہیں۔ کیا تم میں سے
کوئی اس بات پر راضی ہے کہ وہ پیار ہو اور کوئی اسے
پانی تک نہ دینے جاوے۔

خوفناک وہ بات ہوتی ہے جو تجربہ سے صحیح ثابت ہو
بعض لان ایسے میں جنہوں نے صد طاعون سے
مرے ہوئے مردوں کو غسل دیا ہے اور انہیں پھینک دیے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے فرمایا ہے کہ
یہ غلط ہے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جاتی ہے
وہائی ایام میں اتنا لحاظ کرے کہ ابتدائی حالت
ہو تو دمان سے کل جدا لیکن زور شور سے ہو تو ہٹ جائے۔
حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں
کو کہنا تھا کہ تم ابواب شرف سے داخل ہونا اس
لحاظ سے کہ سب کو کوئی جاسوس سمجھ کر کہہ نہ سکے۔
احتیاط تو ہوئی لیکن قضا و قدر کے معاملہ کو کوئی کس
نہ سکا۔ وہ ابواب شرف سے داخل ہوئے لیکن
کپڑے گئے۔ پس یاد رکھو کہ سارے فضل ایمان
کے ساتھ ہیں۔ ایمان کو منسوب کر دو قطع حقوق
مصیبت ہے اور انسان کی زندگی ہیشہ کے
لئے نہیں ہے ایسا پرہیز اور بے حوصلہ ہونا
ہے وہ عقل اور انصاف کے رو سے صحیح نہیں
ہے ایسے امور سے اپنے آپ کو بچاؤ جو تجربہ
میں مضرت ثابت ہوئے ہیں۔

یہ جماعت جسکو خدا تعالیٰ کو نہ بنانا چاہتا ہے اگر اسکا
بھی یہی حال ہو کہ انہیں اخوت اور ہمدردی نہ ہو تو بڑی
خزائی ہوگی میں دوسرا پہلو نہ بیان کرتا لیکن مجھے
چونکہ سب ہمدردی ہے اسلئے اسے بھی بیان کرنا
ضروری سمجھا۔ لیکن جس کے واقعہ ہو جاوے
اسکے ساتھ ہی اور جو جیسے ہو میں اسکے ساتھ ہی۔
افسوس ہے میں خود نہیں اسکا۔ اور اسکی وجہ یہ ہے
کہ عصر کے بعد مجھے چکر آتا ہے اور مجھے خبر تک
نہیں ہوتی جب تک انہوں نے نہیں لکھا۔ بہر حال
باہم ہمدردی ہو اور میں دعا کرتا ہوں کہ
اللہ تعالیٰ ہماری جماعت سے
اس طاعون کو اٹھائے۔ آمین۔

تفسیر القرآن مجید الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

اور جب ہم اسکی حکمتوں اور قدرتوں کو غیر تنہا ہی مان چکے تو ہمیں یہ بھی فرض ہے کہ ہم اس بات کو بھی مان لیں کہ اسکی تمام حکمتوں اور قدرتوں پر ہم کو علم حاصل ہونا منقطع اور محال ہے سو ہم اسکی ناپیدا کنہا حکمتوں اور قدرتوں کے لئے کوئی قانون نہیں بنا سکتے اور جس چیز کی حدود ہمیں معلوم ہی نہیں ہیں پیمائش کرنے سے ہم عاجز ہیں ہم بنی آدم کی دنیا کا دنیا ہی تنگ اور چوڑا سا دائرہ ہیں اور پھر اس دائرہ کا بھی پورا پورا ہمیں علم حاصل نہیں پس یہ صورت میں ہماری نہایت ہی کم ظرفی اور سفاقت ہے کہ ہم اس اقل قلیل پیمانہ سے خدا تعالیٰ کے عین محمد و حکمتوں اور قدرتوں کو ناپنے لگیں غرض خدا تعالیٰ کی ربوبیت تمام اور قدرت کاملہ کہ جو ذرہ ذرہ کے وجود اور بقا کے لئے ہر دم اور ہر لحظہ آب پاشی کر رہی ہے اور جس کے عین و تطبیق تصرفات تعداد اور شمار سے باہر ہیں اس ربوبیت نامہ سے ہر تمساح دلے منکر میں ماسوا اس کے ہر تمساح دلے ربوبیت الہیہ کو روحانی طور پر بھی تمام اور کامل سمجھتے اور خدا تعالیٰ کو اس قدرت سے عاجز اور درماندہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اپنی ربوبیت نامہ کے تقاضا سے اپنا روشن اور لاریب فیہ کلام نہایت کی ہدایت کے لئے نازل کرتا۔

اسی طرح وہ خدا تعالیٰ کی رحمانیت پر بھی کامل طور پر ایمان نہیں لائے کیونکہ کامل رحمانیت یہ ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے ابدان کی تکمیل اور تربیت کے لئے تمام اسباب اپنے خاص دست قدرت سے ظاہر فرمائے ہیں اور اس چند روزہ جسمانی آسائش کے لئے سورج اور چاند اور ہوا اور بادل وغیرہ صد ہا چیزیں اپنے ہاتھ سے بنادی ہیں اسی طرح اس نے روحانی تکمیل اور تربیت کے لئے اور اس عالم کی آسائش کے لئے جس کی شقاوت اور سعادت ابدی اور دائمی ہے روحانی نور یعنی اپنا پاک اور روشن کلام دنیا کے انجام کے لئے بھیجا ہوا اور جس علم کی استعداد و چون کو ضرورت ہے وہ سب علم آپ عطا فرمایا ہو اور جن شکوک اور شبہات میں انکی ہلاکت ہے ان سب شکوک سے آپ نجات بخشی ہو لیکن اس کامل رحمانیت کو ہر تمساح دلے تسلیم نہیں کرتے اور ان کے زعم میں گو خدا نے انسان کے شکم پر کھینچ لئے ہر ایک طرح کی مدد کی اور کوئی دقیقہ تاخیر کا

آپنا نہ رکھا مگر وہ مدد روحانی تربیت میں نہ کر سکا۔ گویا خدا نے روحانی تربیت کے بارے میں جو اصلی اور حقیقی تربیت تھی دانستہ دریغ کیا اور اس کے لئے ایسے زبردست اور قوی اور خاص اسباب نہ کئے جسے اس نے بدنی تربیت کے لئے پیدا کئے بلکہ انسان کو صرف اسی کی عقل ناقص کے ہاتھ میں چھوڑ دیا اور کوئی ایسا کامل نورانی طرف سے اس کی عقل کی مدد کے لئے پیدا نہ کیا جس سے عقل کی پر غبار آئینہ روشن ہو کر سیدھا راستہ اختیار کرے اور سہو اور غلطی کے تھلک خطرات سے بچ جاتی۔ اسی طرح ہر تمساح دلے خدا تعالیٰ کی رحیمیت پر بھی کامل طور پر ایمان نہیں رکھتے کیونکہ کامل رحیمیت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ مستعد و چون کو ان کے فطرتی جوشون کے مطابق اور ان کے پُر جوش خیال کے اندازہ پر اور ان کے صدق سے ہماری ہوشی کو نشوونہ کے مقدار پر معارف صافیہ غیر مجربہ سے ان کو تلبیب کرے اور جو قدر وہ اپنے دلوں کو کہیں آسیدہ آنکھ لئے آسمانی دروازے کو بے جا میں اور جو قدر انکی پیاس پرستی جلے آسیدہ ان کو پانی بھی دیا جائے یہاں تک کہ وہ حق یقین کے شربت خوشگوار سے سیراب ہو جائیں اور شک اور شبہ کی موت سے بکلی نجات حاصل ہو لیکن ہر تمساح دلے اس صداقت سے انکاری ہیں اور بقول ان کے انسان کچھ ایسا بد قسمت ہے کہ گو کیسا ہے دیر حقیقی کے وصال کے لئے ترپا کرے اور گو اسکی آنکھوں سے دیر بارہ بکھے اور گو اس یار عزیز کے لئے خاک میں مل جائے مگر وہ گز نہ لے۔ اور ان کے نزدیک وہ کچھ ایسا سخت دل ہے کہ جسکو اپنے طالبوں پر رحم ہی نہیں اور اپنے خاص نشانوں سے ڈھونڈنے والوں کو تسلی نہیں بخشتا اور اپنے دلبرانہ تجلیات سے دردمندوں کا کچھ علاج نہیں کرتا بلکہ ان کو انہیں کے خیالات میں آوارہ چھوڑتا ہے اور اس سے زیادہ ان کو کچھ بھی معرفت عطا نہیں کرتا کہ صرف اپنی آنکھیں دوڑایا کریں اور انہیں انگلیوں میں ہی ساری عمر گھوم کر اپنی ظلمانی حالت میں ہی مرجائیں مگر کیا یہ سچ ہے کہ خداوند کریم ایسا ہی سخت دل ہے یا ایسا ہی ہے رحم اور بخیل ہے یا ایسا کمزور اور ناتوان ہے کہ ڈھونڈنے والوں کو سراسیمہ اور حیران چھوڑتا ہے اور کھٹکانے والوں پر اپنا دروازہ بند رکھتا ہے اور جو صدق سے اسکی طرف دڑتے ہیں انکی کمزوری پر رحم نہیں کرتا اور ان کا ہاتھ نہیں بکڑتا اور ان سچے طالبوں کو گڑھے میں گرنے دیتا ہے اور خود لطف فرما کر جند قدم آگے نہیں آتا اور اپنے جلوہ خاں سے مشکلات کے لیے قصے کو کوٹنا نہیں کرتا سبحانہ و تعالیٰ عما یصفون اسی طرح ہر تمساح دلے

خدا تعالیٰ کے مالک یوم الدین ہونے سے بھی بچ کر ہمیں کوئی یوم الجزاء کے مالک ہونے کی حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ملکیت تمامہ کہ جو تجلیات عقلی پر موقوف ہے ظہور میں اگر سہر اس ملکیت تمامہ کی شان کے موافق پوری پوری جزا بندوں کو دیکھائے یعنی اول اس مالک حقیقی کی ملکیت تمامہ کا ثبوت ایسے کامل نظریہ و منہ پر ہو جائے کہ تمام اسباب متعارفہ بلکی درمیان سے اٹھ جائیں اور زیرِ کاد داخل درمیان نہ رہے اور مالک واحد تبار کا وجود عریان طور پر نظر آوے اور جب یہ معرفت کاملہ اپنا جلوہ دکھائی تو ہر جزا بھی بطور کامل ظہور میں آدے یعنی من حیث الوجود بھی کامل ہو اور من حیث الوجود بھی۔ من حیث الوجود اس طرح کہ ہر ایک جزا یا کج جزا کے داد ہونے کے ساتھ ہی یہ بات معلوم اور متحقق ہو کہ یہ فی الحقیقت اس کے اعمال کی جزا ہے اور نیز یہ بھی متحقق ہو کہ اس جزا کا دار کنندہ فی الحقیقت کریم ہی ہے جو رب العالمین ہے کوئی دوسرا نہیں اور ان دونوں باتوں میں ایسا متحقق ہو کہ کوئی اشتباہ درمیان نہ رہ جائے۔ اور من حیث الوجود اس طرح کہ کامل ہو کہ انسان کے دل اور روح اور ظاہر اور باطن اور جسم اور جان اور ہر ایک روحانی اور بدنی قوت پر ایک دائرہ محیط محیط ہو جائے اور نیز دائمی اور لازوال اور غیر منقطع ہوتا وہ شخص جو نیکیوں میں سبقت لے گیا ہے اپنی اس عبادت عظمیٰ کو کہ جو تمام عبادتوں کا انتہائی مرتبہ ہے اور وہ شخص کہ جو بدلیں میں سبقت لے گیا ہے اپنی اس شقاوت عظمیٰ کو کہ جو تمام شقاوتوں کی آخری حد ہے پونچھ جائے اور تاہر یک فریق اس اعلیٰ درجہ کے مکافات کو پالے جو اس کے لئے ممکن ہے یعنی اس کامل اور دائمی مکافات کو پالے کہ جو اس عالم بے بقا اور زوال پذیر میں جس کا تمام رنج و راحت موت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے منصبہ ظہور نہیں آسکتی بلکہ اس کے کامل ظہور کے لئے مالک حقیقی نے اپنے لطف کامل اور تہر عظم کے دکھانے کی غرض سے یعنی جامی و جلالی صفتوں کی پوری پوری تجلی ظاہر کرنے کے قصد سے ایک اور عالم ابدی اور لازوال ہے مقرر کر رکھا ہے تا خدا تعالیٰ نے میں جو صفت مجازات ہے جس کا کامل طور پر اس منقبض اور خانی عالم میں ظہور نہیں ہو سکتا وہ اس ابدی اور وسیع عالم میں ظہور پذیر ہو جائے اور تا ان تجلیات تمامہ اور کاملہ سے انسان اس اعلیٰ درجہ کے شہرہ تمام تک بھی پہنچ جائے کہ جو اس کی بشری طاقتوں کے لئے حد امکان میں داخل ہے اور چونکہ اس لئے

درجہ کی مکافات عند العقل اسی میں منحصر ہے کہ جو امر بطور جزا دار ہے وہ انسان کے ظاہر و باطن جو جسم جان پر تمام و کمال دائمی و لازمی طور پر محیط ہو جائے اور نیز اعلیٰ درجہ کا یقین مالک حقیقی کے وجود کی نسبت اسی بات پر موقوف ہے کہ وہ مالک حقیقی اسباب متعارفہ کو ملکی نیست و نابود کر کے عریان ظہور پر جلوہ گر ہو اس لئے یہ صداقت قصویٰ جس سے مطلب انتہائی معرفت اور انتہائی مکافات ہے تب ہی متحقق ہوگی کہ جب وہ تمام باتیں مذکورہ بالا متحقق ہو جائیں کہ عند العقل اسکی تعریف میں داخل ہیں کیونکہ انتہائی معرفت بجز اس کے عند العقل ممکن نہیں کہ مالک حقیقی کا جمال بطور حق یقین مشہور ہو یعنی ظہور اور برز تمام ہو جس پر زیادت متصور نہ ہوئے ہذا القیاس انتہائی مکافات ہی بجز اس کے عند العقل غیر ممکن ہے کہ جیسے جسم اور جان دونوں دنیا کی زندگی میں ملکر فرمانبردار یا نافرمان اور سرکش تھی ایسا ہی مکافات کے وقت وہ دونوں مورد الغام ہوں یا دونوں سزا میں پکڑے جائیں اور مکافات کاملہ کا بجز مواج یکساں ظاہر و باطن پر اپنے احاطہ تمام سے محیط اور شتمل ہو جائے لیکن ہر تمساح دلے اس صداقت سے ہی انکاری ہیں بلکہ اس صداقت قصویٰ کا وجود ان کے نزدیک متحقق ہی نہیں اور نیز علم ان کے انسان کی قسمت میں نہ انتہائی معرفت کا پانا مقدر ہے نہ انتہائی مکافات کا۔ اور مکافات اور کے نزدیک فقط ایک خیالی بلا ہے جو صرف اپنے ہی بے بنیاد تصورات سے پکایا جائیگا نہ حقیقی طور پر کوئی جزا خدا تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر وارد ہوگی نہ کوئی سزا بلکہ خود تراشیدہ خیالات ہی خوشحالی یا بدحالی کے موجب ہو جائیں گے اور کوئی ایسا ظاہری و باطنی امر نہیں ہوگا کہ جو خاص خدا تعالیٰ کے ارادے سے نیک بند و پھر بصورت نعمت اور بد بندوں پر بصورت عذاب اور تریکا پس ان کا یہ مذہب نہیں ہے کہ امر مجازات کا خدا مالک ہے اور وہی اپنے نیک بندوں پر اپنے خاص ارادہ سے خوش حالی اور لذت دائمی کا فیضان کر لیا جس لذت کاملہ کو سعید لوگ نہ صرف باطنی طور پر بلکہ صورت مشہورہ اور محسوسہ میں بھی متناہدہ کریں اور قوی انسان میں سے کوئی قوت

ظاہری ہو یا باطنی اپنے مناسب حال لذت اٹھانے سے محروم نہیں رہی اور جسم اور جان دونوں رات بیدار ہو کر خودی میں بے بسی کہ صورت پر شریک ہو جائے غرض ہر تمنا کا والوں کا اعتقاد بالکل اس صداقت کے برخلاف اور اس کے مفہوم کامل کی منافی ہے یہاں تک کہ وہ اپنی کور باطنی سے نجات اخروی کے جسمانی سامان کو کہ جو ظاہری قوتوں کے متناہل سعادۂ عظمیٰ کی تکمیل کے لئے قرآن شریف میں بیان کیا گیا ہے اور اسی طرح عذاب اخروی کے جسمانی سامان کو کہ جو ظاہری قوتوں کے مناسب حال شقاوت عظمیٰ کی تکمیل کے لئے قرآن مجید میں مندرج ہے مبرور اعتراض سمجھتے ہیں مگر ایسی سمجھ پر پھر پڑیں جو ایک بدیہی اور کامل صداقت کو عیب کی صورت میں تصور کیا جائے افسوس یہ لوگ کیوں نہیں سمجھتے کہ سعادۂ عظمیٰ یا شقاوت عظمیٰ کے پانے کے لئے یہی ایک طریق ہے کہ خدا تعالیٰ توجہ فرما کر اہل مکافات کو کامل طور پر نازل ہونے کے یہی معنی ہیں کہ وہ مکافات تمام ظاہر باطن پرستیوں پر جائے اور کوئی ایسی ظاہری یا باطنی قوت باقی نہ رہے جسکو اس مکافات سے صحت نہ ہو چکا ہو یہ وہی مکافات عظیمہ کا انتہائی مرتبہ ہے جسکو فرقان مجید نے دوسرے نفعوں میں بہشت اور دوزخ کے نام سے تعبیر کیا ہے اور اپنی کامل اور روشن کتاب میں بتلادیا ہے کہ وہ بہشت اور دوزخ روحانی اور جسمانی وہ دونوں قسم کے مکافات پر کامل طور پر مشتمل ہے اور ان دونوں قسموں کو کتاب محدود جز مفصل طور پر بیان فرمادیا ہے اور سعادۂ عظمیٰ اور شقاوت عظمیٰ کی حقیقت کو بخوبی کہہ لیا ہے مگر جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں اس صداقت قصویٰ اور نیز دوسری گزشتہ بالا صداقتوں سے ہر ہوسماج والے نا آشنا محض ہیں۔

چہی صداقت جو سورۃ فاتحہ میں مندرج ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اے صاحب صفات کاملہ اور مبدی فیوض اربعہ ہم تیری ہی پرستش کرتے ہیں اور پرستش وغیرہ ضرورتوں اور حاجتوں میں مدد ہی تجھ سے ہی چاہتے ہیں یعنی خالصاً معبود ہمارا تو ہی ہے اور نیز اسے تک پہنچنے کے لئے کوئی اور دیوتا ہم اپنا ذریعہ قرار نہیں دیتے نہ کسی انسان کو نہ کسی بہت کو نہ اپنی عقل اور علم کو کہ حقیقت سمجھتے ہیں اور ہر بات میں تیری

سودہ لوگ مضمون ایاک نعبد و ایاک نستعین پر عمل کر نیے محروم اور راندہ درگاہ الہی میں ساتویں صداقت جو سورۃ فاتحہ میں درج ہے اھدنا الصراط المستقیم ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ مکدودہ راستہ دکھلا اور اس راہ پر چلو تا بہت اور قائم کر کہ جو سید رہے جس میں کسی نوع کی کمی نہیں اس صداقت کی تفصیل یہ ہے کہ انسان کی حقیقی دعا یہی ہے کہ وہ خدا تک پہنچنے کا سیدنا راستہ طلب کرے کیونکہ ہر ایک مخلوق کے حاصل کرنے کے لئے طبعی قاعدہ یہ ہے کہ اون وسائل کو حاصل کیا جائے جن کے ذریعہ سے وہ مطلب ملتا ہے اور خدا نے ہر ایک امر کی تحصیل کے لئے ہی قانون قدرت ظہیر کر رکھا ہے کہ جو اس کے حصول کے وسائل ہیں وہ حاصل کئے جائیں اور جن راہوں پر چلنے سے وہ مطلب مل سکتا ہے وہ راہیں اختیار کی جائیں اور جب انسان صراط مستقیم پر ٹھیک ٹھیک قدم مارے اور جو حصول مطلب کی راہیں ہیں انہیں چھوڑا اختیار کرے تو پھر مطلب خود بخود حاصل ہو جاتا ہے لیکن ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اون راہوں کے چھوڑ دینے سے جو کسی مطلب کے حصول کے لئے بطور وسائل کے ہیں پوہی مطلب حاصل جائے بلکہ قدیم سے ہی قانون قدرت بند ہوا چلا آتا ہے کہ ہر ایک مقصد کے حصول کے لئے ایک مقرر طریقہ ہے جب تک انسان اس طریقہ مقررہ پر قدم نہیں اڑتا تب تک وہ امر کو حاصل نہیں ہوتا پس وہ شے جسکو محنت اور کوشش اور دعا اور تفرع سے حاصل کرنا چاہئے صراط مستقیم ہے جو شخص صراط مستقیم کی طلب میں کوشش نہیں کرتا اور نہ اس کی کچھ پروا کرتا ہے وہ خدا کے نزدیک ایک کج آدمی ہے اور اگر وہ خدا سے بہت اور عالم ثانی کی راحتوں کا طالب ہو تو حکمت الہی وہی یہی جواب دیتی ہے کہ اے نادان اول صراط مستقیم کو طلب کر پہر سب کچھ تجھے آسانی سے مل جائے گا سو سب دعاؤں سے مقدم دعا جسکی طالب حق کو اشد ضرورت ہی طلب صراط مستقیم ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ہمارے مخالفین اس صداقت پر قدم مارنے سے ہی محروم ہیں عیسائی لوگ تو اپنی ہر دعائیں رومی یا مالگا کرتے ہیں اور اگر کہاں کہ اور پیٹ بھر بھی گرجا میں آدین بھر بھی چوڑ موڑ اپنے تئیں بہو کے ظاہر کر کے رومی یا مالگے رہتے ہیں گویا اون کا مطلوب اعظم رومی ہی ہے۔ ویسے آری سماج والے اور دوسرے ان کے بہت پرست بہائی اپنی دعاؤں میں جنہر من سے بچنے کے لئے یعنی اوگوں سے جو ان کے زعم باطل میں ٹھیک اور درست ہے طرح طرح کے ٹھوک پڑا کرتے ہیں اور صراط مستقیم کو خدا سے نہیں لگتے

ایک مقرر طریقہ ہے جب تک انسان اس طریقہ مقررہ پر قدم نہیں اڑتا تب تک وہ امر کو حاصل نہیں ہوتا پس وہ شے جسکو محنت اور کوشش اور دعا اور تفرع سے حاصل کرنا چاہئے صراط مستقیم ہے جو شخص صراط مستقیم کی طلب میں کوشش نہیں کرتا اور نہ اس کی کچھ پروا کرتا ہے وہ خدا کے نزدیک ایک کج آدمی ہے اور اگر وہ خدا سے بہت اور عالم ثانی کی راحتوں کا طالب ہو تو حکمت الہی وہی یہی جواب دیتی ہے کہ اے نادان اول صراط مستقیم کو طلب کر پہر سب کچھ تجھے آسانی سے مل جائے گا سو سب دعاؤں سے مقدم دعا جسکی طالب حق کو اشد ضرورت ہی طلب صراط مستقیم ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ہمارے مخالفین اس صداقت پر قدم مارنے سے ہی محروم ہیں عیسائی لوگ تو اپنی ہر دعائیں رومی یا مالگا کرتے ہیں اور اگر کہاں کہ اور پیٹ بھر بھی گرجا میں آدین بھر بھی چوڑ موڑ اپنے تئیں بہو کے ظاہر کر کے رومی یا مالگے رہتے ہیں گویا اون کا مطلوب اعظم رومی ہی ہے۔ ویسے آری سماج والے اور دوسرے ان کے بہت پرست بہائی اپنی دعاؤں میں جنہر من سے بچنے کے لئے یعنی اوگوں سے جو ان کے زعم باطل میں ٹھیک اور درست ہے طرح طرح کے ٹھوک پڑا کرتے ہیں اور صراط مستقیم کو خدا سے نہیں لگتے

علاوہ اسکے اللہ تعالیٰ نے تو اسکو ہر قسم کی نجات بیان کر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ کوئی انسان ہدایت طلب کرنے اور انعام الہی پانے سے منوع نہیں ہے مگر جب اصول آری سماج کے ہدایت طلب کرنا گنہگار کے لئے ناجائز ہے اور خدا اسکو ضرورتاً دیکھا اور ہدایت پانا نہ پائا اسکو لئے برابر ہے۔ ہر ہوسماج والوں کا دعائوں پر کچھ ایسا اعتقاد ہی نہیں وہ ہر وقت اپنی عقل کے گھنٹہ میں رہتے ہیں اور نیز اونکا یہی مقولہ ہے کہ کسی خاص عاکو بندگی اور عبادت کے لئے خاص کرنا ضروری نہیں انسان کو اختیار ہے جو چاہئے دعا مانگے مگر یہ اون کی سر اسر نادانی ہے اور ظاہر ہے کہ اگرچہ جزوی حاجات صدنا انسان کو ملتی ہوئی ہیں مگر حاجت اعظم حکا دن رات اور ہر ایک دم فکر کرنا چاہئے صرف ایک ہی ہے یعنی یہ کہ انسان اون طرح طرح کے محب ظلمانیہ سے نجات پا کر معرفت کامل کے درجہ تک پہنچ جائے اور کسی طرح کی نامینائی اور کور باطنی اور بے مہری اور بے وفاقی باقی نہ رہے بلکہ خدا کو کامل طور پر شناخت کر کے اور اس کی خالص محبت سے پر ہو کر تہ وصال الہی جس اس کی سعادت تامہ ہے یا یوسے ہی ایک دعا ہے جس کی انسان کو سخت حاجت ہے اور جسرا اس کی ساری سعادت موقوف ہے سو اس کے اصول کا سیدنا راستہ یہی ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم کہے کیونکہ انسان کے لئے ہر ایک مطلب کے پانے کا یہی ایک طریق ہے کہ جن راہوں پر چلنے سے وہ مطلب حاصل ہوتا ہے ان راہوں پر مضبوطی سے قدم مارے اور وہی راستہ اختیار کرے کہ جو سیدنا منزل مقصود تک پہنچتا ہے اور بے راہیوں کو چھوڑ دے اور یہ بات نہایت بدیہی ہے کہ ہر شے کے حصول کے لئے خدا نے اپنے قانون قدرت میں صرف ایک ہی راستہ ایسا رکھا ہے جسکو سیدنا کہنا چاہئے اور جب تک ٹھیک ٹھیک وہی راستہ اختیار نہ کیا جائے ممکن نہیں کہ وہ چیز حاصل ہو سکے جس طرح خدا کے تمام قواعد قدیم سے مقرر اور مضبوط ہیں ایسا ہی نجات اور سعادت اخروی کی تحصیل کے لئے ایک خاص طریق مقرر ہے جو مستقیم اور سیدھا ہے سو دعائیں وضع استقامت یہی ہے کہ اوسی طریق مستقیم کو خدا سے مانگا جائے۔ آٹھویں اور نویں اور دسویں صداقت جو سورۃ فاتحہ میں درج ہے صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین

ڈاکٹر بخوردار خان عسائی کے سوالوں کا جواب

کوئی سے میرے ایک مضمون پر بھیجے
ڈاکٹر بخوردار خان عسائی کی ایک تحریر
میرے پاس اس غرض سے بھیجی ہے کہ میں
مکمل جواب کے احکام میں عیاں ہوں۔
نہیں تحریر میرے پاس دیر سے آئی ہوئی
ہے لیکن میں بعض اہم امور میں مصروف
ہوں کی وجہ سے اس پر توجہ نہ کر سکا۔
لیکن آج مجھے موقع ملا ہے کہ اسکو متحرک
جواب کے چار دن بخوردار خان عسائی کی ایک تحریر

سوال

بجودت جمیع علماء ملت محمدیہ بدرجہ عالمہ شریفان
انسان کہ موافق عقائد اصول فریق محمدیان قرآن
منزل من اللہ ہے اور بدلائل و اسنادات قرآن صحت
ظاہر ہے کہ محمد صاحب تسلط شیطان سے محفوظ کیا
گیا تھا۔ اول بوقت تلاوت قرآن پناہ مانگنا
ساتھ اللہ کے شیطان راہدہ ہوئے سے محمد صاحب
پر فرض نہا پارہ ۱۴ سورہ نمل رکوع ۱۳ + ۱۰۰ اس
رسول پر ترک فرض نہیں کر سکتا اور بعد تمیز حکم
تسلط شیطان سے محفوظ۔

دوسرا جو توکل بخدا اور ایمان دارین اور تسلط شیطان
نہیں ہے۔ اِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى
الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اور
پر نسبت ایمان داران و متوکلان بخدا پیروان اپنے
کے محمد صاحب زیادہ تر ایمان دار اور توکل بخدا کیا جا
گا اس واسطے اور پرگز تسلط شیطان نہیں سکتا۔
تیسرا تسلط شیطان کا مشرکوں پر اور جو شیطان
کے ساتھ ہوتا ہے کہ میں ہوتا ہے اِنَّهَا سُلْطٰنَةٌ
عَلٰى الَّذِيْنَ يَتَوَكَّلُوْنَ وَ هُمْ بِهٖ مُّشْرِكُوْنَ
پس جبکہ محمد صاحب نہ مشرک اور شیطان کے ساتھ
مودت رکھتا ہے تو یہ بہر صورت محفوظ ہوئے۔
چوتھا حفاظت اور نگہبانی اہل اللہ کے واسطے جو امت
فرشتوں کی پس دہش۔ سبھی اپنی پارہ ۲۹ سورہ جن رکوع
۱۰ اور جو ذاتی حفاظت کے اگر پیغمبر میں زیر بالائی
ہو یا شیطان مداخلت کرے تو حاضر رہنا اور وقت
گزار فرشتوں کا سر اس پر بجا اور بیفائدہ ہوا۔

پانچواں۔ سورہ النجم کی تہد میں محمد صاحب
کی خدا نے بڑی ندرت سے قسم کیا کہ فرمایا کہ محمد صاحب
گمراہ نہیں ہوا جو کچھ کہتا ہے ہوا نفس سے نہیں
بلکہ وحی کی رو سے بولتا ہے اور اسکو شدید تقویٰ

سکھایا ہے اس موقع پر بھی شیطان کا تسلط کرنا بجا
نہیں بلکہ نہیں سکتا۔ اور مفسر تفسیر معالم اللہ من تفسیر القرآن
ابن عباس اور محمد بن کعب القرظی و غیرہ اہل مفسرین
بجودت آیات قرآنی مذکورہ بالا تفسیر کیا۔ قولہ و کان
یوہ فی مجلس اقریش فانزل اللہ تعالیٰ
سورۃ و انجم فقرہ ہا رسول اللہ و حتی
بلغ قولہ افضل الایم والفری و منات
الثلثۃ الاخری الفی الشیطان علی
لسانہ ہما کان یحدث بہ نفسه و
تیسرا ہ تلک الغلظۃ العلی و ان
شفاعتہا من لہ تمحی فلما سمعت قریش اللہ
فرض جوابہ۔ مفسرین کہتے ہیں کہ برزخ نزول سورہ و ہم
جسوت محمد صاحب پر عین کا تو موافق صلح نفس اور
خواہش محمد صاحب کے شیطان نے اسکی زبان پر کلمات
تقریب بتوں کے انشاء کردئے اور قریش شکر خوش ہوئے
یہ عجیب حیرت انگیز تفسیر ہے کیونکہ جب صلح نفس اور
خواہش محمد صاحب کی پیچھے سے تھی تو انکارنا شیطان کا
کیا معنی کہتا ہے۔ یعنی حوالی ادانی اس بات کو جانتے ہیں
کہ جو کچھ دل میں ہوتا ہے وہ زبان پر آتا ہے ان اگر صلح
نفس اور خواہش دلی کو مشورہ شیطان کیا جاوے
تو البتہ اسے وارد۔ اور وہ صلح نفس اور تمنا دلی
یہ معنی رکھتی ہیں کہ بتوں کی تقریب کرنے سے مشرکین
عرب خوش ہو کر مقیم ہو جاوے گئے لیکن انہوں نے
بجلاف اس کے یہ سمجھا ہو گا کہ محمد صاحب نے
پیروی ابا اجداد اپنے کی قبول کر لی اس واسطے خوش
ہوئے ہونگے اور جب موافق صلح نفس اور مشورہ
مبجوزہ کے مطلب برآی نہ ہوئی تو ضرور باعث رنج
خاطر ہو ہو گا اور ضوع کرنا اس آیت کا بھی لازم آیا۔
اب مضمون مفسرین کا اور آیات قرآنی مذکورہ بالا جن کو
محمد صاحب کا محفوظ رہنا تسلط شیطان کے سے پایا
جاتا ہے میزان عقل میں وزن کیا گیا تو قرآن کا مضمون
مفسرین کی تفسیر و تشریح سے زیادہ متبر ہے پس تفسیر کرنا
اونکا سر اس غلط بلکہ الزام اور افتراء ہے کیونکہ اگر تفسیر کرنا
اونکا صحیح ہو تو قرآن کو منزل من اللہ کہنا باطل بلکہ خود
ساختہ کلام انسان کہا جائیگا اور وعدہ الہی محفوظ
ہونے تسلط شیطان سے محض پیغمبر کی حاضری کی
تسلط کرتے تھے ورنہ بیات بے بنیاد تھی۔ لیکن جب
مضمون آیت قرآن جبکہ مفسرین نے تفسیر کیا نظر فرما

دیکھا۔ تو فی الحقیقت قول مفسرین کا صحیح اور درست ہے
پارہ ۱۴ سورہ حج رکوع ۱۰ + ۱۱۔ وَمَا اَرْسَلْنَا
مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّا اَنْ
یَقُوْلَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَمْسٰتَہٗ فَنُفِیْعُ
اللّٰہُ مَا یَقُوْلُ الشَّیْطٰنُ اَنْ تَقُوْلَ یٰحٰکُمُ اللّٰہُ
اٰیٰتِہٖ وَاَللّٰہُ عَلِیْمٌ حٰکِمٌ۔ اپنی بات کی دقت
کیا اسلئے اور الزام لگایا ورنہ کسی پیغمبر نے ایسا

تمنا نہیں کیا اور کلمات تقریب بتوں کے شیطان نے اسکی
زبان پر انشاء نہیں کئے لہذا محمد صاحب نے۔ اور میں
قرآن سے یہ بھی صاف ظاہر ہوا کہ جو مضمون بصلاح نفس
اور تمنا دلی رسول کے ہوا میں انفاشیطانی ضرور
ہو جاتا ہے اور جب انفاشیطانی ہوا تو تمیز کرنا اسکا
داخلی گمراہ اور صد در گمراہ باعث ناراضگی خدا چنانچہ
وہ آیت جس میں تقریب بتوں کی تھی ضوع کی گئی۔ اور
دوسری جگہ قرآن میں فرمایا کہ جو ضوع کرتے ہیں ہم انکو
سے یا بھلا دیتے ہیں ہم لاتے ہیں ہم بہتر ہیں سے
یا مائدہ اس کے پارہ اول سورہ بقرہ رکوع ۱۳۰۔
مَا تَشْخَعُ مِنْ اٰیۃٍ اَوْ تَنْتَعِبُهَا نَاتٍ یَّخْفِیْ
مِنْہَا اَوْ یَنْتَعِبُہَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ
شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ بھلا دینا تو خدا کی ذات کا خاصہ نہیں
کیونکہ جس میں سہوا و نسیان ہے وہ خدا نہیں اور آیت
ضوع شدہ کے اندھا بہتر اس سے لایکا یہ معنی
ہو گا کہ جو وقت محمد صاحب نے انکار دیا کہ وہ بلند
پر داز اور صاحب شفاعت ہیں۔ وہ آیت تو نسخ
ہو گئی پس اس سے بہتر یہ آیت نازل ہوئی کہ جس میں
رضا اور پسندی محمد صاحب کی تھی وہی بت اور
تجانیہ سجدہ گاہ محمد صاحب اور جمیع امت محمدیہ کا
ہو گیا۔ پارہ ۲ سورہ بقرہ رکوع ۱۱۴ + ۱۳۵ اَقْدَرٰی
تَعْلَبُ وَجْہَکَ فِی السَّمَآءِ فَلْتَوَلَّیْہَا
قَبْلَہٗ تَوَضَّعْ لَہٗ وَجْہَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ وَ حِیْثُ مَا کُنْتَ فَوَلِّ وُجُوْہَکَ
شَطْرَہٗ۔ اور تا زمان فتح مکہ موجودگی جملہ بتوں
کے محمد صاحب اور جمیع امت محمدیہ اونکا سجدہ کرتے
رہے اور بعد فتح مکہ کے اور تو سب معبود نکالے گئے
لیکن ایک جبر الہی اور بتوں خداؤں کے رکھ رکھاؤ
پرستی معروف کی گئی۔ لہذا عرض سان ہوں کہ وہ
آیت جس میں خواہش نفس اور تمنا تقریب بتوں کی تھی
ضوع ہو گئی۔ اور جب موجودگی اون سب بتوں کو
ادنا تجانہ کا سجدہ کرنا محمد صاحب پسند کیا تھا اس
کو بھی تمنا دلی کہا جائیگا تو ضرور انفاشیطانی ہوا
اور اگر انفاشیطانی کہنا جائز ہو تو اس کے ثبوت
میں سند بخیر سے مطلع فرمائیں۔

رقیمہ بخوردار خان شرفیال کوٹہ

فاما الجواب

صاحب کا سوال ہی ایسے اعتراض کی تردید کے لگاتار
تاہم میں اس پر کبھی تسلط سے کلام کرنا چاہتا ہوں۔
لاریب انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدرجہ ادلی
شیطانی تسلط سے پاک ہیں آپ کی توشان ہی ارفع
اور اسلئے شیطان کا تسلط قرآن کریم کے رو سے
کسی پر بھی نہیں جیسا کہ خود خدا تعالیٰ کی مجید کتاب
فرماتی ہے۔ ان عبادی لیس علیہم تسلط

یعنی شیطان میرے بندوں پر تجھ پرگز تسلط
حاصل نہیں۔ مان میں انجیر کا ذکر کرگز نہیں کرنا کیونکہ
انجیل کی رو سے تو یسوع پر بھی جو ایک نادان قوم
نے خدا بنا لیا ہے شیطان کا بہت بڑا تسلط ہے
وہ یسوع کو اپنے ساتھ لے گیا۔ یسوع نے اسکی
پیروی کی اور چالیس دن تک وہ جسٹس افسر یسوع
کو اپنے پھر تارنا۔ اگر ڈاکٹر بخوردار خان صاحب
انکار کریں تو میں اس میں مفصل بتا سکتا ہوں۔
عرض قرآن کریم کی رو سے شیطان کا کسی پر بھی
تسلط نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام انسان
کو دعاؤں سے کام لینے کی تاکید کرتا ہے برصافات
اسکے یسوع نامی کا پیرو بجز قرآن کی روٹی کے
اور کچھ مانگتا ہی نہیں۔

بہر حال

انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لاریب شیطانی تسلط
سے بالکل پاک اور معصوم ہیں بلکہ انحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ میرا شیطان مسلمان
ہو گیا۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو
کچھ قرآن مجید نے فرمایا وہ سراسر حقی اور صحیح ہے۔
یہ امر کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بتوں کی تقریب کی اور وہ انفاشیطانی
تھا محض اٹھا اور اس پر باطل ہے نہ انحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بتوں کی تقریب کی اور نہ
اس کا کوئی ثبوت قرآن مجید میں ہے نہ حدیث کے
اعلیٰ طبقہ میں۔ اگر کسی مفسر کا قول ہمیشہ محبت
ہو سکتا ہے تو کیا بخوردار خان انجیل میں مفسرین
کے اقوال ماننے کو آمادہ ہیں۔ تعجب کی بات ہے کہ
بخوردار خان قرآن شریف کی بنا پر اعتراض کرنا
چاہتا ہے لیکن اسے اتنا ہی علم نہیں ہے کہ
سارا قرآن شریف بتوں اور بتوں کی پرستش
کی مذمت سے بھرپور ہے۔ قرآن شریف کی توحید
تو مخالف سے مخالف پادریوں اور دشمنوں
نے بھی تسلیم کی ہے۔ یہی اعتراض نہایت
لیکھرام آریہ مقتول نے بھی کیا تھا اسکا جواب
جو بہت ہی صحیح اور لاجواب ہے حضرت حکیم اللاتہ
نے تصدیق میں دیا ہے۔ جسکو میں بہانہ درج
کر دیتا ہوں۔

مکذّب نے صفحہ نمبر ۷۷ تکذیب میں
سورہ نجم کے حوالہ سے یہ لغو فقرہ تلک
الغی ائینق العلی وان شفق لغتھن
لتوحی۔ اعتراض کرنے کو کہا ہے اسلام
کے مختلف فرقے دنیا میں موجود ہیں سب کے
پاس قرآن ہے مگر تعجب ہے کہ کسی میں یہ موجود
نہیں اور ہو کیسے قرآن کریم کی شان اس سے
اعلیٰ و ارفع ہے کہ اس مجموعہ توحید میں ایسا

سیرۃ المہدی کا ایک صق

مامورین کی زندگی معمولی زندگی نہیں ہو کر ترقی ملکہ الہی ہر حرکت و سکون پر آن وادائے اندر ایک پیش رفت اخلاقی روحانی سبق رکھ کر ترقی ہو کر یہ بات نہ ہوتی تو خدا تعالیٰ کی عظیم کتاب و لہم فی رسول اللہ اسدۃ حسنہ اور قل ان گنتہم یحبون اللہ فاتبعونی بحبکم اللہ فرماتے لیکن بہت ہی تپوڑ سے جوتے ہیں وہ لوگ جو ایک بار ایک نظر اور قلب سلیم کے ساتھ مامور کی ہر حالت واداکو دیکھنے کے عادی ہوتے ہیں جب سے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے دارالامان میں رہنے کا فخر بخشا ہے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ موجود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک لالیف پر غور کرنے اور اسے مرتب کرنے کا ایک جوش اور شوق دے رہا ہے اور میرے اکثر اہباب جانفہن کو میں اس پاک لالیف کے سوا دیکھ کر تارہا ہوتا ہوں انہیں سے بعض باتیں آج اپنے ناظرین کو سنائی جا رہی ہیں۔

دیوی مقاصد پیش نظر نہیں

اعلیٰ حضرت کے صحابہ اللہ ہونے کے دوسرے دلائل وبراہین میں سے آپ کی ملی زندگی کا وہ حصہ ہی ہے جو آپ انہوں نے خانہ میں گزارا ہے۔ آواہن نہیں آپ کی ایک اندرون خانہ مجلس کے حالات مناظر + یہ وقت بالکل علیحدگی کا ہے جو انسان کی حالت پر پوری روشنی ڈالتی والا ہوتا ہے۔ صاحبزادہ بشیر الدین محمد احمد صاحب امتحان انٹرمیڈیٹ دیکر اس سے وابستہ رہے ہیں۔ آپ کے متعلق سلسلہ کلام شروع ہوا۔ کسی نے کہا میں ان صاحب بہت دہلے ہو گئے ہیں دوسرے نے کہا۔ انکو اپنی کمزوری کا خیال کر کے سخت فکر لگی ہوئی ہے کہ ایسا نہ ہو میں ہو جاؤں۔

اسپر حضرت میان صاحب کسی بہت ہی پیار کرنے والے نے کہا کہ آپ دعا کریں یہ پائس ہو جاوےں۔ اسپر اعلیٰ حضرت توجہ فرمائی جو کچھ فرمایا وہ آپ پر سے ہی مل گیا اور آپ کی پوری قدر نہیں ہو سکتی۔ یہ فقرات آپ کی اندرونی حالت کا راز ظاہر کئے دیتے ہیں اور آپ کی پاک سیرۃ کو بیان کر کے کہا کہ انہیں فرمایا میں تو ایسی باتوں کی طرف توجہ کرنے سے گرا ہوا ہوں۔

چلے دیں تک میں اقرین شیطان کے ساتھ ہرگز زندگی بسر نہ کروں۔

یہ بین تغلوت رماز کجا است تا کجا اور آیت ما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا انہ سے جو یہ مفہوم پیدا کیا ہے کہ نبیوں یا رسولوں کی تمنی میں شیطان افکار دیتا ہے اسکو مردہ پرست عیسائی کب سمجھ سکتا ہے۔

اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو الہامات اور وحی پہنچ کر ہوتی ہے وہ انکے اپنے خیالات یا تمنی کا نتیجہ ہوتا ہے بلکہ یہ آیت تو ایک عظیم الشان سر نبوت کو بیان کرتی ہے۔ اسکا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جب کوئی نبی یا رسول آتا ہو تو اس کی خواہش اور آرزو اصلاح ملک و قوم ہوتی ہے اسکی تمنی بجز اسکے نہیں ہو سکتی کہ وہ فسق و فجور کے گڑھے میں پڑے ہوئے شریروں کو نکال کر خدائے قدوس کے آستانہ پر جبکادین مگر شریر اور ناپاک لوگ جو شیطان کا مظہر ہوتے ہیں اسکی راہ میں روکین ڈالتے ہیں اور اسکی تبلیغ کو بند کرنا چاہتے ہیں تو کون کو ہر طرح اس سے دور رکھنے کی سعی کرتے ہیں۔ لیکن انجام کیا ہوتا ہے فیسخ اللہ ما یلقی الشیطان شیطان اور اسکے مظاہر نام کام اور فامدار رہتے ہیں اور خداتعالیٰ کے مامور و مرسل آخر کامیاب ہوتے ہیں۔

دور کی باتیں شاید آپ سمجھ نہ سکیں آج ہی دنیا میں خداتعالیٰ کا ایک مامور اور مرسل موجود ہے اسکی تمنی یہ ہے کہ وہ مردہ پرست نعرانیت کے مقابلہ کو دور کرے اور حرمی و قیوم خدا کے حضور سب کو جھکا دے۔ لیکن غیث شیطان چاہتا ہے کہ اسے اس مقصد میں کامیابی نہ ہو۔ وہ اپنے مظاہر کے ذریعہ اسکی راہ میں روکین ڈال رہا ہے مختلف طرز و طرق پر اسے دکھایا جاتا اور بتایا جاتا ہے اسکی جماعت پر اقترا بانڈ ہے جاتے۔ جب دلائل و حجت میں عاجز آجاتے ہیں تو مقدمات اور جوہلی مخبروں سے اسے گزند پہنچا نا چاہتے ہیں لیکن شیطان اور اسکا لشکر دیکھ لیا کہ انجام کار فتح اسی مامور کی ہے توحید کا جھنڈا اڑا لیا اور مردہ پرست نعرانی استخوان پرستی سے باز آ کر حرمی و قیوم خدا کو اپنا اکیللا اور

اس آیت کا مطلب اور مفہوم تو یہ ہے۔ لیکن نادان انسان جو خدا پرستی کی ملہوں کو چھوڑ کر شیطان خیالات کا اسیر ہو کر اندھیرے میں چلتا ہے۔ وہ اپنے نفس کا غلام ہو کر اولیٰ معنے کرتا ہے۔

(باقی آئندہ)

قال الحق فی هذه القصة غیر ثابتة من جهة النقل ثم اخذ بتکلمه وندوة هذه القصة مطعون فیہ +

قال امام الاثر بن حزمہ ان هذه القصة من وضع الزنادقة +

قال الرازی هذه القصة باطلہ موضوعہ لا یجوز القول بها +

قال اللہ تعالیٰ وما یطعن عن النور انہ لو کان فی وقال اللہ تعالیٰ سنقرک فلان نسکو ولا شک ان من جود علی الرسول عظیم الادب ان قد کفکون من المعلوم بالضرورة ان عظم سعبہ کان فی نفی الادب ان +

قال ابن کثیر فی تفسیرہ ان جمیع الروایات فی هذا الباب ما مرسلہ او منقطعہ لا تقو الحجۃ بشئ منہا۔ ثم قال فقد عرفنا انہا جمیعہا لا تقو بحجۃ لانه لم یروها احد من اهل الصحۃ ولا اسندھا نقہ بسند صحیحہ و سلیم متصل۔

وقال فی الکبیر روی عن محمد بن اسحاق بن حزمہ انہ سئل عن هذه القصة فقال هذا من وضع من الزنادقة وصنف فیہ کتابا۔

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تو یہ اعتراض ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا البتہ یسوع جکا ذکر انجیل میں ہے اسپر یہ اعتراض بڑی صفائی سے ہو سکتا ہے کہ اسے

اسے اس قسم کی کوئی بات ہی کسی وجہ سے ثابت اور صحیح نہیں ہوئی۔ اگرچہ خود ہی اسکی مدد سے اور اسکا بطلان ظاہر ہے مگر محققین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی تو اسے رو کر رہی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر یہ (بنی) ہماری نسبت کوئی جوہلی بات لگاتا تو ہم اسکا دہنا مانتے پڑتے ہر ہم اسکی رگ حیات کو کاٹ ڈالتے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہی نبی مرفی نہیں ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر تم مجھ کو مضبوط رکھتے تو ان کی جانب قریب کرنا کہل ہو جاتا۔ اب یہ آیت مقام سیلان کی ہی نفی کرتی ہے چنانچہ انکا سیلان ان کی جانب ہوتا۔ بزرگ کہتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ کسی نے اس حدیث کو تصنیف کیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روایت کیا ہو۔ یہی کہتے ہیں یہ قصہ نقل کے قانون کے لحاظ سے ثابت نہیں ہوا۔ پھر یہی کہتے ہیں یہ کلام کیا ہے کہ اس قصہ کے راویوں میں ملے کیا گیا ہے۔ امام الاثر بن حزمہ کہتے ہیں کہ اس قصہ کو زندیقوں نے وضع کیا ہے۔ امام راہزی کہتے ہیں۔ یہ قصہ جھوٹا ہوا ہے۔ اسکا ماننا ناجائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ نہیں بولتا یہ تو وہی کہتا ہے جو اسکے دل میں دیتی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عنقریب ہم تجھے قرآن پڑھاتے ہیں۔ پھر تو اسکو قرآن پڑھایا جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ کہتا ہے کہ آپ نے تو ان کی تعلیم کی ایسا شخص ہے شک کا فرج۔ اسلئے کہ یہ واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بہاری ہو کر تون کا نابود کرنا تھا۔ ابن کثیر اپنی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اس باب میں جتنی روایتیں ہیں یا تو مرسلہ ہیں یا منقطعہ ہیں اور ایسی روایتیں محبت نہیں ہو کر تین۔ پھر امام صاحب فرماتے ہیں۔ ہر جہے سمجھا چکے ہیں کہ یہ تمام روایتیں محبت پکڑنے کے قابل نہیں ہیں کیونکہ ان میں سے کسی نے انہیں روایت نہیں کیا اور کسی نے نقل سے سند صحیح یا سلیم متصل سے انہیں اسلویا۔ اور امام صاحب تفسیر میں کہتے ہیں۔ محمد بن اسحاق بن حزمہ سے روایت ہے کہ اس قصہ کی بہت سوال کیا گیا۔ اس نے جواب دیا کہ زندیقوں نے اسے گھڑا ہے۔ اور اس نے اس بارہ میں ایک متفق کتاب تصنیف کی ہے +

مشترکہ مضمون ہوا ہے حقیقت میں قرآن پر کوئی اعتراض نہ رہا۔

کتاب فطوون میں۔ مفصل حل اسکا سارا جلد بیضاوی تہذیب میں ذکر ہے۔

مصدق نے ان تفسیر کی طرف رجوع کیا مگر ان میں یہ لکھا پایا جو ناظرین کے عرض قدرت ہے بیضاوی نے اس ذاتی قصہ کو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فقرہ تلك العنایتی علی النبی پڑھا تھا لکھ کر کہا ہے وہ مردہ و دہندہ عند المحققین اور یہی بات معارف کے حاشیہ پر مرقوم ہے۔ تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے تلك العنایتی کی نسبت یہ کہنا کہ رسول اللہ نے سورہ نجم میں اٹھو پڑھا۔ صحیح نہیں چنانچہ کہتے ہیں ہم لیکن صحیحی من هذا او لا ثبت بوجه من الوجوه ومع عدم صحۃ بل بطلانہ فقد دفعہ ۲ لمحققون بکتاب اللہ سبحانہ۔

حیث قال اللہ تعالیٰ ولو تقول علینا بعض الا قایل لا یخذ نامناہم الیمین ثم نقطعنا منہم الیمین۔

وقولہ تعالیٰ وما یطعن عن النور۔ وقولہ تعالیٰ ولو کان ان تبشک لقد کذت توکن الیہم فنفی المقادیر لکن فضلنا عن التوکن۔

قال البزار۔ هذا حدیث لا نعلمہ یروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم باسناد متصل +

باقول کے لئے دعا نہیں کرتے۔ یہ کہ وہ
کریوں کی ضرورت ہے اور نہ ہمارا دنیا ہے
کے امتحان میں غرض سے پاس کئے جاویں یا
آتی بات ہے کہ یہ علوم متعارف میں کیسے
تسلیم کیا جائیں جو خدمت دین میں کام آئے
پاس فیل سے تعلق نہیں اور نہ کوئی غرض۔
ان فقرات پر غور کرو کہ کیا کسی دنیا دار دنیا
طلب کے لئے سے نکل سکتے ہیں ایسی حالت اور
ایسے وقت میں جیکہ وہ اپنی بیوی بچوں میں بیٹھا
ہوا ہے۔ مریدین اور مخلصین کی کوئی گفیر جماعت
کے ارد گرد نہیں ہے۔ اس سے بڑھ کر آپ کی
سوائی اور صدق دعویٰ پر کسی دلیل کی ضرورت ہے
کہ یہ خلاف انباء دنیا کے جو اپنے بیٹوں کے
لئے ایسی استانی منزلوں کے طے کرانے کے لئے
استندرا اضطراب اور قلق ظاہر کرتے ہیں اور اسکے
بغیر قسم کے جائز و ناجائز وسائل تک کے استعمال
کرنے سے بھی نہیں ڈرتے۔

حضرت اقدس اپنے بیٹے کی نسبت اس رنگ
کی دعا سے بھی کراہت کرتے ہیں یہ
واقعہ تو آپ کی زندگی میں اسی سال اور پچھلے
ہی مہینے کا ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی کہہ دے کہ یہ
تو یہ کہہ دے کہ اس وقت چونکہ مخلصین کی تعداد
بہت بڑھ گئی ہے اور کسی قسم کی کوئی حاجت
اور پروا نہیں اسلئے ایسا فرمایا۔ لیکن میں
ایک بہت ہی پرانا واقعہ ناظرین کو سناتا ہوں
جس سے یہ سلسلہ تھا اور نہ اس قدر خدام گرد و پیش میں
تھے بلکہ تنہا کی زندگی آپ بسر کر رہے تھے اور
نوشہ گنہامی میں اپنے محبوب و مولا سے راز
نیازی باتیں کیا کرتے تھے۔

اس وقت جناب خاں صاحب مرزا سلطان احمد
صاحب حال افسر مال میاں والی جو اعلیٰ حضرت
سے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں امتحان
تفصیل داری میں شریک ہوئے۔ انہوں نے
حکامی درخواست کی کہ عمر کی نماز کا وقت
ختم آچے ہو کر ہے تب اس وقت مرزا سلطان
احمد صاحب کا عرضہ ملا۔ آپ نے وضو کر کے
اسے دیکھا اور نہایت نفرت اور کراہت کے
ساتھ اسے جاکر کے پھینک دیا اور فرمایا
یہ ایسی باتوں کے لئے دعا نہیں
کرتا۔ مجھے ایسے امور کے لئے دعا
کرنے سے نفرت آتی ہے۔ اسکے بعد
معا آپ کو الہام ہوا کہ پاس ہو جائیگا۔ یہ
خدا تعالیٰ کا فضل تھا +
غرض جہاں تک آپ کی لایف میں نظر کرتے
جاویں اس قسم کے ہزاروں واقعات میں گے۔

مخدوم الملک حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب
سلمہ اللہ تعالیٰ سے روایت فرماتے ہیں کہ میان
جموں والا واقفین کر میرے دل میں آپ کے مناجات
اللہ ہونے کی نسبت اور یہی زیادہ مضبوط ایمان پیدا
ہو گیا اسلئے کہ جیسا میں ہر موقع پر دیکھتا ہوں اس
موقع پر یہی وہی تجربہ پختا ہوا کہ حضرت قدس
کے پیش نظر دین اور علماء دین ہی ہے مجھ دنیا
کی طرف نہ کسی توجہ ہوئی ہے اور نہ متوجہ ہونا پسند
کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک دن فرمایا کہ

جب کوئی شخص محض دنیا کے لئے درخواست
کرتا ہے طبیعت میں بہت کراہت پیدا
ہوتی لیکن جب کسی کی درخواست خدا
تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہوئی
ہے یا کوئی شخص کسی ابتلا میں محض دین کی
خاطر مبتلا ہوتا اور ستایا جاتا ہے اس وقت
دعا کے لئے بے اختیار تحریک پیدا ہوتی
ہے۔

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام آج کل باغ
میں ہیں آپ کے ساتھ بعض خاص خدام اور
بزرگان ملت بھی ہیں ایک خادمہ کی روایت
پر مجھے معلوم ہوا کہ جب آنحضرتؐ کی بارش کے سلمان نظر
آئے ہیں تو حضرت اقدس بہت دعا کرتے اور گہرے
ہیں اور کہتے ہیں یا اللہ تو اپنا رحم اور فضل کر تیرے
یہ عاجز بندے یہاں بے سرو سامان ہیں۔ یہ
آپ کے کلمات کا مفہوم ہے ایڈیٹ یہ وہ واقفہ صرف
اعلیٰ حضرت کی کمال معرفت کا ثبوت ہے بلکہ اس
سے آگے اس دلی ہمدردی اور محبت کا بھی پتہ
لگتا ہے جو آپ کو نوع انسان سے مودا اور اپنے
مخلص جناب سے خصوصاً ہے کہ انکے لئے وہ کس قدر
بیتاب اور بیقرار رہتا ہے اپنے آرام کو بھی
انہیں قربان کر دیتا ہے یہ ایشیا موروں کے سوا اور
کو نہیں دیا جاتا۔ اور اسکے سوا اس وقت سے یہ بھی
معلوم ہوتا ہے کہ ماسوی اللہ سے آپ کس قدر
بیزار اور الگ ہیں حقیقی مادہ اور ملجاء اللہ تعالیٰ
ہی کی ذات کو سمجھتے ہیں اور دعاؤں پر آپ کو
بہت بھروسہ ہے۔

حضرت ام المومنین کو کیا فرمایا

گھر میں بھی تبلیغ کا سلسلہ بدستور جاری رہتا ہے
ایک روز حضرت ام المومنین کو مخاطب کر کے فرمایا
دیکھو! نوکروں پر سختی بالکل نہیں ہونی چاہی
انکو جو کچھ سہانا ہونی سے سہا دیا کرو۔ اور ان
کے واسطے دعا کی کرو۔

اگر انکو امت کرو تو اس طرح کرو کہ خدا تمہیں ہدایت
دے۔ نیکی دے۔ سچہ دے۔ ایسا ہی بچوں
کی اگر کسی حرکت سے ناراض ہو جاؤ تو انکو بھی
جہڑ کو نہیں انکے لئے دعا کرو۔ اور اسی قسم کے دعا
کلمات سے سمجھاؤ۔
خدا تعالیٰ کے غضب کے دن آئے ہوئے ہیں وہ
کسی کی پروا نہیں کرتا۔ چنانچہ ہر کسی کے خدا
کی مخلوق پر رحم کرو تاکہ اللہ تعالیٰ تم پر بھی رحم
کرے۔

مندرجہ بالا بعض واقعات شہداء شہداء شہداء
میں۔ انہیں غور کرو اور وہ مفید نتائج اور سبق جو
اس سے مل سکتے ہیں حاصل کرو۔ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ
مجھ پر آپ کو ان سے فائدہ پہنچائے والا دل
دماغ عطا کرے اور توفیق دے۔ آمین۔

لاہور میں میری دو قین بن

(گزشتہ اشاعت سے آگے)

بٹالہ سے لاہور | بٹالہ سے جس کمرہ میں میں
سوار ہوا تھا اس کمرہ میں
چند اور شریف آدمی بھی تھے جن میں سے ایک
خاص رہنما سے آیا تھا جہاں کاراہر خاندان
بالکل تباہ و برباد ہو گیا تھا۔ جو در و انگڑا اور
بہیمانک حالات انہیں بیان کئے وہ اس سے
کچھ بھی کم نہ تھے جو ناظرین بڑھ چکے ہیں۔ بلکہ
وہ ان کی بربادی اور تباہی کے اور بھی خوفناک
منظر دکھاتے تھے۔ وہ یہ بیان ہی کر رہے تھے۔
کہ ایک جٹکین بول اٹھے

تمنا ہے مرزا قادیانی نے ایک اور
زلزلہ کی پیشگوئی کی ہے۔
میر ایک دوسرے صاحب بول اٹھے کیا
انہوں نے پہلے زلزلہ کی بھی پیشگوئی کی تھی؟
اس وقت تک کسی کو بجز ایک کے (جو کسی زمانہ میں
میرے استاد تھے اور آج کل ملتان میں ڈسٹرکٹ
انسپکٹر ہیں) معلوم نہ تھا کہ میں قادیان راکر تاپا
اور خدا کے محض حکم سے ہی اتنا علیا کا ایک
ادنے خادم ہوں۔ میں نے اپنے فرض کے خلاف
سمجھا کہ خاموش رہوں چنانچہ میں اس دوسرے
صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ مان پیشگوئی کی
تھی میرا یہ کہنا تھا کہ سب کے کان کھڑے ہو گئے
اور ادھر ادھر سے آوازیں آنے لگیں۔

کیا آپ قادیانی ہیں

جس کا جواب میں اس مفہوم کے لحاظ سے جو اس
سوال کے اندر مرکوز ہے اثبات میں دیا ہے
دوسرا سوال یہ ہوا۔

سائل۔ کہیں صاحب یہ زلزلہ کی پیشگوئی کب
کی تھی؟ اگر پہلے سے خبر دی تھی تو اس قدر مخلوق
کیوں تباہ ہوئی۔

میں۔ جناب یہ پیشگوئی اول اول آج سے قریب
پچیس برس پہلے ملک میں شائع ہوئی تھی۔
پھر ایک سال کے قریب عرصہ گزرتا ہے خدا تعالیٰ
نے اس قہری نشان سے دنیا کو اپنے صادق
بندے کے ذریعہ آگاہ کیا اور پھر زلزلہ آئی
سے چند روز پیشتر ہی اطلاع دی گئی تھی۔ یہ تو
آپ کے سوال کے پہلے جز کا جواب ہے دوسرے
حصہ کے متعلق یہ گزارش ہے کہ مخلوق کیوں
تباہ ہوئی؟ اس کا جواب خدا تعالیٰ کی عید
کتاب سے ملتا ہے

یہاں کسببت ینہم

انہوں نے خدا تعالیٰ کے اس الارم اور
اطلاع کی کچھ پروا کی۔ اطلاع دینے والے پر
بھسی ٹھٹھا کیا۔ اسکی نصائح کو خود غرضی پر
محمول کیا۔ غرضی و شرارت میں پہلے سے
زیادہ بڑھ گئے۔ کوئی تبدیلی نہ کی۔ آخر
خدا کے عذاب نے انہیں پاش پاش کر دیا۔
اور اس پر بھی ابھی غرضی کم نہیں ہوئی۔ بلکہ بڑھی
ہے اسلئے خدا تعالیٰ نے اپنے بندہ کے ذریعہ
پھر آگاہ کیا ہے کہ عذاب الہی انہیں لا ہے۔

سائل۔ یہ عذاب کب آئیگا۔
میں۔ جس طرح خدا کے آبا کرتے ہیں۔ بغتہ
ہی آئیگا یعنی یکایک۔ اچانک۔ بے خبری
میں۔

سائل۔ اگر بے خبری میں آئیگا۔ تو ایسی اطلاع
سے مخلوق کو کیا فائدہ ہوگا۔

میں۔ مخلوق کو یہ فائدہ ہوگا کہ جو انہیں سے
سلمہ الفطرت اور شید میں وہ اپنے اندر
مستقل تبدیلی کر لیں گے۔ اور جو شرارت اور
اور غرضی میں ترقی کریں گے اور اپنے جرائم کو
پاداش کی حد تک پہنچا دیں گے وہ اس عذاب
سے پارہ پارہ ہو کر دوسروں کے لئے موجب
عبرت بنیں گے۔

سائل۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اس عذاب
کی کوئی تاریخ بھی مقرر ہے۔

میں۔ مان خدا تعالیٰ کے حضور تو مقرر
ہے اسی لئے اس الہام اور پیشگوئی میں جو اس
معلق ہوئی ہے اس کا نام الساعۃ کہتا ہوں

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نبی اکبر صلی اللہ علیہ وسلم
 نبی اکبر صلی اللہ علیہ وسلم

البلاغ

یعنی

زلزلہ کی خبر بارشوم

آج ۲۹ اپریل ۱۴۲۹ھ کو پہ خدا تعالیٰ نے مجھے دوسری مرتبہ کے زلزلہ شدیدہ کی نسبت اطلاع دی ہے سو میں محض ہمدردی مخلوق کے لئے عام طور پر دنیا کو اطلاع دیتا ہوں کہ یہ بات آسان پر قرار پا چکی ہے کہ شدت یافت تخت تباہی دینے والی دنیا پر آویں جسکا نام خدا تعالیٰ بار بار زلزلہ رکھا ہے میں نہیں جانتا کہ وہ قریب ہے یا کچھ دلوں کے بعد خدا تعالیٰ اس کو ظاہر فرما دے گا بار بار خبر دینے سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ بہت دور نہیں ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی خبر اور اسکی خاص وحی ہے جو عالم الاسرار ہے اس کے مقابل پر جو لوگ یہ شایع کر رہے ہیں کہ کوئی سخت زلزلہ آنی والا نہیں ہے وہ اگر کچھ میں یا کسی اور علمی طریق سے انکسین دڑتے ہیں وہ جو کہ میں اور لوگوں کو دہو کہ دیتے ہیں حقیقت یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ وہ زلزلہ اس ملک پر آنے والا ہے جو پہلے کسی انکسین نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں گذرا۔ بجز توبہ اور دل کے پاک کرنے کے کوئی اس کا علاج نہیں۔ کوئی ہے جو ہماری اس بات پر ایمان لائے؟ اور کوئی ہے جو اس آواز کو دل لگا کر نہ سنے؟ یہ بھی ملک کی بدقسمتی ہے جو خدا کے کلام کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتے ہیں اور ان کے دل درمیں نہیں خدا فرماتا ہے کہ میں محبوب کر آؤں گا میں اپنی فوجوں کے ساتھ اس وقت آؤں گا کہ کسی کو نشان بھی نہ ہو گا کہ ایسا حادثہ ہونے والا ہے غالباً وہ صبح کا وقت ہو گا یا کچھ عصر رات میں سے یا ایسا وقت ہو گا جو اس سے قریب ہے پس اسے عزیز و باطن خدا تعالیٰ کی وحی پر ایمان لائے ہو ہشیار ہو جاؤ اور اپنی توبہ کے جامہ کو خوب پاک اور صاف کرو کہ خدا تعالیٰ کا غضب آسان پر بھڑکا ہے وہ جانتا ہے کہ دنیا کو اپنا چہرہ دکھا دے۔ بجز توبہ کے کوئی نیاہ نہیں۔ ملک ہو گئے وہ لوگ جن کا کام ٹھٹھا اور ہنسی ہے جو گناہ اور معصیت سے باز نہیں آتے اور ان کی مجلسیں ناپاکی اور غفلت سے بھری ہوئی ہیں اور ان کی زبانیں مردار سے بدتر ہیں وہ بار بار کسی شوخیوں سے خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکاتے ہیں وہ دلوں کے اندھے ہیں اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس روز میں ان پر رحم کروں گا جن کے دل مجھ سے ترسان اور ہراسان ہیں جو نہ بدی کرتے ہیں اور نہ بدی کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں۔ اور خدا نے یہ بھی فرمایا کہ اس روز میرے لئے فتح نمایان ہو گی کیونکہ خدا اس روز وہ سب کچھ دکھلائیگا جو قبل از وقت دنیا کو سنا گیا۔ خوش قسمت وہ جواب بھی سمجھ جائے۔ یاد رہے کہ خدا کا غیب نہایت عمیق و رقیق ہوتا ہے بجز ان خدا کے مسلمانوں کے جو جناب الہی میں برگزیدہ ہوتے ہیں اور کسی پر نہیں کھلتا اور کسی کو اس خالص غیب سے اطلاع نہیں دیا جاتی پس مجھے خدا تعالیٰ نے اطلاع دی ہے تادمہ جو خدا تعالیٰ کو شناخت نہیں کرتے اور نہ محفلوں کو یہ لگجائے میں محض ہمدردی کی راہ سے یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر لوگ بڑے مکالموں سے جوڑ و منہ نہ منہ سے اجتناب کریں تو اس میں دعا و غایت ظاہر ہے آئندہ ان کا اختیار۔ والسلام۔

المشہد

میرزا غلام احمد قادیانی

۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء

نوح علیہ السلام پر ہنسی کرتے۔ جب اسے دیکھتے کہ وہ کشتی بنایا ہے بجا لیکہ طوفانی موسم کے کوئی آثار اور علامات نہیں ہیں۔ اگر کوئی وقت خاں دیا گیا تھا یا علامات کو دیکھ کر قیافہ اور فراست سے کہا گیا تھا تو پھر ان لوگوں کی ہنسی کے کیا سنے۔ پیشگوئی کے سائنس اور فلسفہ سے بھی آپ ناواقف ہیں اور سنن انبیاء سے بھی بے خبر ہیں۔ یہی وجہ ہے جو مرزا صاحب پر اعتراض کرتے ہوئے لوگ غلطی اور نادانی سے وہ وہی اعتراض کرتے ہیں جو ہر زمانہ میں نبیوں پر کئے گئے۔ اور ہم تو اسی وجہ سے تمام معترضین کو جو مسلمان کہلاتے ہیں چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کوئی ایسا اعتراض حضرت مرزا صاحب پر کر کے دکھائیں جو پہلے کسی نبی اور استنباز پر کیا گیا ہو۔

یعنی جسوقت یہ جواب دیا سائل پر خدا کی قدرت کچھ ایسا رب چھایا کہ فیہمت الذی کفر کا پورا غور مجھے نظر آیا۔ اس سے اور تو کچھ نہ آیا آکھڑی پیشگوئی بے بیٹیا۔ لیکن جب میں اسے یہ کہہ کر کہ آپ نے وہ پیشگوئی ہرگز نہیں پڑی تو کہا تو یہ کہہ کر کہ آپ ناراض ہوتے ہیں۔ مگر میں نہیں سمجھتا اور غالباً میرے ناظرین بھی اس تقریر سے نہ سمجھیں گے کہ اس میں ناراضی کی کوئی ہنسی بات ہے۔

اس قسم کی باتوں میں امر تسر ہو چکے گاڑی کے آؤ میں کچھ دیر بھی ہم سب آکر گرد و سرے پلیٹ فام پر آگئے محض اس خیال سے کہ پہلی طرین میں جو اس طرین تھی ہوا ہو کر چلے جاوین پھر وہ میرے ساتھ ایک کمرہ میں نہیں بیٹھے۔

امر تسر کے پلیٹ فام پر میری ڈاکٹر کرم الہی صاحب سے ملاقات ہوئی اور خدا تعالیٰ کے اس عجیب قہری نشان پر کچھ باتیں ہوئی ہیں ڈاکٹر صاحب نے اتنا بے گفتگو میں فرمایا کہ خسرو کے ایک شعر میں کسی قدر تصرف کیا جاوے تو وہ اس نشان پر عجیب صادق آتا ہے اور اسے یوں پڑھا جاوے۔

دبدبہ عیسو ہم شد بلند
 زلزلہ بر کوہ جوالا فلند
 (باقی آئندہ)

ہذا و ملا صاحب جناب کے دفتر سے سندرجہ ذیل الملائین دفتر الحکم میں موصول ہوئی ہیں ۱۔ المکان جاوے واقعہ دہم سال کو نہایت نالیکہ کے ساتھ یہ درخواست کی جاتی ہے کہ وہ نورانجلی کے حکام کو اطلاع دیں کہ انکا مال و متاع کس مقام پر اور کسکی تحویل میں رکھا جاوے ۲۔ ازبیل شہرے اندر دس سالہ جویم ہی آئی۔ ای کی جگہ کی کاڑوں و درختوں کی مالیں کی کشتہ قسمت و تقسیم تھا فنانشل کشتہ جناب بقرہ ہے۔ تو بلوچانم فنانشل صاحب ڈی کشتہ جائزہ برگاڑوں و درختوں کی جائیداد ایم ایل ویزٹ صاحب جواد فنانشل صاحب فایم مقامی کریں گے ص

مگر دنیا کو اس المساکتہ کا علم نہیں دیا گیا۔ سائل۔ تو کیا مرزا صاحب کو بھی اسکا علم نہیں دیا گیا۔

مین۔ جہاں تک میرا علم ہے مرزا صاحب کو بھی اسکا علم نہیں دیا گیا۔

سائل۔ تو یہ تو کوئی پیشگوئی نہ ہوئی جبکہ خود پیشگوئی کرنے والا ہمیں ہی نہیں بتا سکتا کہ کب عذاب آئے گا۔

مین۔ مجھے آپ کے منہ سے یہ اعتراض سنکر بہت افسوس ہوا اگر کوئی ہندو یا دھرمیہ اس پر اعتراض کرتا تو میں اسکو کسی دوسرے رنگ میں جواب دیتا۔ لیکن ایک شخص جو مسلمان کہلاتا ہے۔ قرآن مجید اور انبیاء علیہم السلام پر ایمان لاتا ہے وہ ایسا اعتراض کیوں کرتا ہے؟ اگر آپ کا یہ اعتراض صحیح ہے اور کسی نبی اور علم کے لئے یہ فرض ہو کہ اس کی کوئی پیشگوئی تسلیم نہ کی جاوے گی تو پھر شاید آپ کو سارے نبیوں کی نبوت سے انکار کرنا پڑے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ سلسلہ نبوت سے اگر کچھ بھی واقف ہوتے تو کبھی ایسا اعتراض نہ کرتے۔

سائل۔ قرآن مجید ایسی بودی پیشگوئی نہیں کرتا جو بے سرو پا ہوں اور نہ نبیوں کی شان ہے کہ وہ ہمیں اور ہمیں پیشگوئی کریں۔

مین۔ اگر قرآن شریف یا نبیوں کے کلام میں یہی پیشگوئیاں موجود ہوں تو پھر آپ کیا کہیں گے؟ سائل۔ میں پھر مرزا صاحب کی اس پیشگوئی پر بھی نظر کروں گا۔

مین۔ نظر کرنے کے کیا معنی آپ کو تسلیم کرنا چاہیگا کہ یہ پیشگوئی بھی اسی چشمہ سے آئی ہے۔

سائل۔ اچھا آپ کوئی ایسی پیشگوئی بتائیں تو یہی مین۔ کوئی کیا میں تو بطور قائدہ کلیہ آپ کو بتاتا ہوں کہ اندازی پیشگوئیاں خصوصاً اور عموماً ساری ہی پیشگوئیاں اس نگ کی ہوتی ہیں۔ مان بعض ایسی ہی ہوتی ہیں جس میں وقت بھی بتا دیا جاتا ہے۔

دیکھو حضرت مسیح نے صاف طور پر اقرار کیا کہ اس قہری کو باپ کے سوا کوئی نہیں جانتا حالانکہ وہ اس قہری سے مخلوق کو ڈراتے تھے۔ پھر قرآن مجید صاف طور پر

لا ادری قریب ام بعد بتاتا ہے جو اس زلزلہ والی پیشگوئی کی ایسی لا جواب نظر ہے کہ آپ اس کا ہرگز جواب نہیں دے سکیں گے حضرت

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طوفان کے آنے کی خبر دی اور اسوقت تک کہ نوح کشتی میں سوار ہوا کسی کو علم نہ تھا کہ طوفان آنی والا ہے بلکہ قرآن شریف طرے واضح طور پر بتاتا ہے کہ وہ لوگ